لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

الحکم

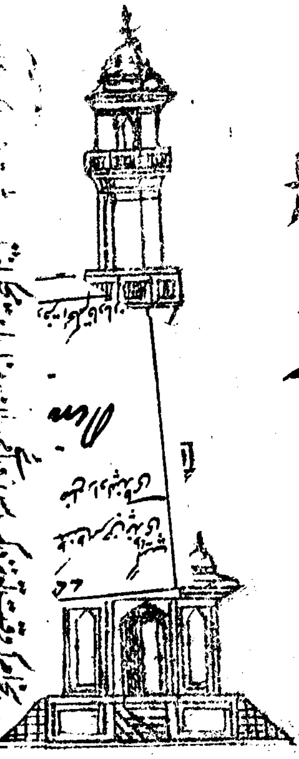
چہ گویم بات و گرائی جہاد در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) ... (۲) ... (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں ... کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰



فہرست مضامین

(۱) دارالامان کا ہفتہ - تازہ الہامات ورؤیا صفحہ اول
(۲) نظم (حرم محترم) صفحہ ۲
(۳) علیم بستی در سند الخلفاء الراشدین ... صفحہ ۳
... ریلیجز قادیان صفحہ ۴ تا ۶
... ضرورت صفحہ ۷
مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم
... حسن خاتمہ اور اس ...
... تقوی اصحاب کیلئے مفید سبق -
... اشاعت ... آگے) صفحہ ۷
صفحہ ۸ تا ۹
صفحہ ۱۰ تا ۱۱
... ضرورت - ... توجہ ... صفحہ ۱۱ تا ۱۲
... صاحب ... تجربات صفحہ ۱۲
(۱۰) ... اشتہارات ...

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان بفضلہٖ تعالیٰ خوش وخرم اور مورد رحمت الٰہی ہو رہا ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب جو لاہور تشریف لے گئے تھے مع الخیر دارالامان آ پہنچے

۲- بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے ہر آئینہ مسرت بخش ہے۔ حضرت ... ایک مہینہ کے لئے وطن تشریف لے گئے۔

۳- ہفتہ زیر نظر میں ... بارش ہوتی رہی ... اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں پر رحم فرماوے۔

۴- بنڈی چیری ضلع منٹگمری ... ضلع ہوشیارپور ... ضلع جالندھر ... ضلع فیروزپور سے بہت سے خدام حاضر ہوئے۔ لاہور سے آج جناب شیخ رحمت اللہ صاحب ... انگلش ویرہوس مع ڈاکٹر نور محمد صاحب حضرت حجۃ اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔

۵-۱۷- فروری ۱۹۰۶ء کو مسٹر ... علاقہ امرتسر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے معائنہ کیلئے تشریف لائے ... انسپکٹر صاحب ضلع گورداسپور ... ایک نیک ... آپ

تعلیم الاسلام ہائی سکول ... یک ... بہت ... اپنی امید اور توقع سے بڑھ کر ... پایا۔ صاحب ... کو اس وسیع قطعہ اراضی کو بھی دکھایا جو ... کی جدید عمارت کیلئے خرید لیا گیا ہے۔ اور بہت ہی محظوظ ہوئے۔ صاحب ممدوح کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی کہ چونکہ عمارت کثیر اخراجات کو چاہتی ہے اور آج تک ہم نے کبھی ایک پائی بھی گورنمنٹ سے بطور امداد نہیں لی مگر عمارت کے لئے ... چاہتے ہیں کہ آپ ... نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ میں بڑی خوشی سے اس کی سفارش کروں گا۔ آپ اسی دن واپس ... چلے گئے۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے بعض جماعتوں کا امتحان لیا مگر نہایت اخلاق اور ملاطفت کا برتاؤ طلباء سے کیا انکا امتحان لینا ایسا تھا جیسے کوئی شفیق استاد بچوں سے سبق سنتا ہے۔ ایسے نیک دل افسر جس ضلع میں ہوں پبلک کی شکرگذاری کے قابل ہوتے ہیں۔

۶- یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو کارخانہ الحکم کے مطبع سے ایک جدید رسالہ تشحیذ الاذہان نام شائع ہوگا جسکے ایڈیٹر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔

یہ رسالہ ہمارے چند باہمت نوجوانوں کی سعی اور محنت کا نتیجہ ہے۔ غرض اس سے یہ ہوگی کہ وہ سلسلہ کی قلمی خدمت کے لئے طیار ہو سکیں سہ ماہی وار شائع ہوگا۔ قیمت ۱۲؍ سالانہ ہوگی۔ خدا کرے کہ یہ رسالہ بہت سے نوجوانوں اور بوڑھوں کی بہتری کا باعث ہو۔ اور ہر طرح سے اسے کامیابی ہو۔ مجھے ہمیشہ شکایت رہتی تھی کہ ہمارے نوجوان قلمی مذاق کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ الحمدللہ توجہ ہو چلی ہے۔ اور اسکے بہترین نتیجہ پیدا ہونے کی توقع ہے۔ دفتر الحکم سے اس رسالہ کو بظاہر بجز اسکے کوئی تعلق نہیں کہ وہ اسکے مطبع میں چھپے گا۔ اسکے لئے درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان آنی چاہئیں۔

تازہ الہامات ورؤیاء

۱۱- فروری ۱۹۰۶ء۔ الہام ہوا۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب انکی دلجوئی ہوگی۔

۱۲- فروری ۱۹۰۶ء۔ رَبِّ اَشْعِنْ زوجتی هٰذه واجعل لجمابهٖ کا بتافی السماء وبرکات فی الارض۔

۱۹- فروری ۱۹۰۶ء۔ عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی۔ ایری ... اذ کففت عن بنی اسرائیل۔ یہ خیال گذرتا ہے واللہ اعلم کہ کوئی شخص زنانہ طور پر مکر کرے یعنی مردمیدان بنکر کارروائی نہ کرے۔ بلکہ چھپ کر عورتوں کی طرح کوئی نقصان پہنچانا چاہے جس کا نتیجہ آخر بریت ہو مگر یہ صرف اجتہادی رائے ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کے کیا معنے ہیں۔ ایک مرد کی چال ہوتی ہے اور ایک زنانہ چال ہوتی ہے جو گمنام ہوکر کوئی بدی کرتا ہے۔ یا عورت کی طرح چھپکر کوئی حملہ کرتا ہے اور آخری فقرہ کے یہ معنے ہیں کہ فرعون کے شر سے ہمنے بنی اسرائیل کو بچا لیا۔

۱۹- فروری ۱۹۰۶ء۔ دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے۔ تب خواب سے حالت الہام کیطرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا

"بشیر الدولہ"

فرمایا کئی آدمیوں کیواسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کیطرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ بشیر الدولہ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہوگا جسکا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولتمندی ہو جائے۔ اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبالمند اور صاحب دولت ہو۔

حرم محترم

ذیل میں ایک عجیب نظم درج کیجاتی ہے جو میرے واجب الاحترام مخدوم حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہ اللہ الوہاب نے اپنے دلی جوش کے اظہار سے لکھی ہے۔ اگرچہ اس نظم کا تعلق ایک واجب العزۃ عصمت مآب **خاتون** کی ذات خاص تک ہے لیکن اخبار کے کالمون میں اس نظم کے آنے کی غرض کیا ہو سکتی ہے۔ ؟ - اس کا اظہار میرا فرض ہے۔ مین اس نظم کو محض اس غرض سے شائع کرتا ہون تا ہماری مستورات کو ایک اعلےٰ نمونہ اپنے خاوندون کی **فرمانبرداری** کا معلوم ہو۔ اور وہ اس **پاک نمونہ** سے اپنے شوہرون کیلئے اطاعت و وفاداری کا خاص سبق سیکھین حقیقت مین جس محترم خاتون کا اس نظم مین ذکر کیا ہے وہ کوئی معمولی عورت نہین بلکہ اس مستورہ **خاتون کی والدہ ماجدہ** ہین جسکو اللہ تعالےٰ نے کل انبیاء علیہم السلام کے موعود اور برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کیلئے برگزیدہ کیا اور **ام المومنین** ٹھیرایا اس حیثیت سے ام المومنین کی واجب الاحترام **والدہ ماجدہ** ایک عالم کی ماں ٹھیرتی ہین۔ اس پاک نمونہ سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ ایسی محترم اور پاکباز خاتون اور اس کے واجب العزۃ شوہر کے کیسے نیک اور پاک اولاد اپنی اولاد کے متعلق ہونگے۔ یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اس خاندان کو اللہ تعالےٰ نے دوہرا شرف عطا فرمایا ہے۔ پہلے **آل رسول** ہونے کا شرف تھا ہی اسپر مزید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے دوسرا فضل کیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ خدا کرے کہ ہمارے گھرون مین ایسے ہی پاک نمونے ہون۔ آمین۔ اگر گھرون مین اس قسم کی وفاداری محبت اور اطاعت اپنے خاوندون کے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ معاشرت اعلیٰ درجہ کی نہ ہو

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے میرے دل کی راحت مین ہون ترا فدائی
صورت سے تیری بڑھ کر سیرت مین دلربائی
مجھکو نہین تجھہ سے میرے شکوہ نہ تجھکو
شرمندہ ہون مین تجھہ سے مجھسے نہین خجل تو
تو نے کرم کیا ہے میرے ستم کے بدلے
تو لعل بے بہا ہے۔ انمول ہے تو موتی
مین نے نہ قدر تیری پہچانی ایک ذرہ
خاطر سے تو نے میری کنبہ کو اپنے چھوڑا
تھی نازکی پلی تو اور مین غریب گھر کا
خدمت کا تیری ثمرہ اللہ تجھکو بخشے۔
دکھ سکھ مین ساتھ میرا تو نے کبھی نہ چھوڑا
دنیا کے رنج و غم کو ہنس ہنس کے تو نے کاٹا
بچون کو تو سلاتی اور آپ جاگتی تھی
بچون کے پالنے مین لاکھون اٹھائے صدمے
ہوتا تھا ایک پیدا اور دوسرا گذرتا
صدمہ کو اپنے دل کے لاتی نہ تو زبان پر
تنگی مین عمر کاٹی بچون کو خوب پالا
دکھ درد اپنے دل کا تو نے کیا نہ افشا
جو دیتے تجھکو بخشا تو نے لیا خوشی سے
ہر گز نہ جھوٹ بولی نہ جھوٹ گلہ ہے
تھی جتنی تجھہ مین طاقت کی تو نے میری خدمت
عیبون کو تو نے میرے اغیار سے چھپایا
صدمہ سہے صدمہ تجھکو ہوا ہمیشہ
میرے دشمنون کی تو جان و دل سے دشمن
تجھکو تھا میرا مذہب تھا وہ ہی تیرا مشرب
کیا تصدق جو تیرے پاس تھا زر
سمجھا حق کا جس نے تجھے ملایا
تجھہ پر حق کی رحمت تجھکو عطا ہو جنت
تجھکو دنیا سے فضل و کرم سے مولیٰ

تکلیف میرے ہرگز تجھسے کبھی نہ پائی
مین ہون شکستہ خاطر اور تو بھی مومیائی
مین تیرے غم کی دارو تو میری ہے دوائی
مجھہ مین رہی کدورت تجھہ مین رہی صفائی
دیکھی نہ مینے تجھہ سے اک ذرہ بے وفائی
ہے نقش میرے دلپر بس تیری پارسائی
میرے کو مینے سے تھا اس دن ایک پائی
جنگل مین ساتھ میرے پیارے وطن کو آئی
تو نے ہر اک مصیبت گھر مین مرے اٹھائی
چولہے مین سر کھپایا بچون پہ جان کھپائی
خود ہو گئی مقابل جب غم کی فوج آئی
اللہ رے تیری ہمت بل بے تیری سمائی
سو بار موت گو مین تو رات کو نہائی
جب تک یہہ سلسلہ تھا راحت نہ تو نے پائی
تھی صابرہ تو ایسی ہر گز نہ بلبلائی
جہال کی طرح سے دیتی نہ تو دہائی
شکوہ نہ سختیون کا لب پر کبھی تو لائی
غیرون سے تو چھپاتی ہوتی اگر لڑائی
مانگی نہ تو نے مجھسے ساری کبھی کمائی
مجھہ سے نہ بات کوئی تو نے کبھی چھپائی
خود کھایا روکھا سوکھا نعمت مجھے کھلائی
تھا تیرے بس مین جتنا عزت میری بنائی
جب شاد مجھہ کو پایا تو نے خوشی منائی
اور میرے دوستون سے تیری رہی صفائی
تھی تیرے دل مین الفت ایسی میری سمائی
یان تک کہ پاس تیرے باقی رہی نہ پائی
اور میری تیری قسمت آپس مین یون ملائی
اور میری تیری الکرم ہووے نہ دہان جدائی
ہر رنج و غم سے بخشے مالک تجھے رہائی

ہرگز نہ تو دکھی ہو ہر وقت تو سکھی ہو
فضل خدا کی بارش دن رات تجھہ پہ برسے
دولت ہو تجھے ہمدم عزت ہو ساتھ تیرے
تیرا نہین ہے ثانی لاکھون کی ہے تو نانی
اسلام پر جئین تم ایمان سے مرین ہم
جب وقت موت آوے بیخوف ہم سدہارین
مہدی کے مقبرہ مین ہم پاس پاس سوئین
اک اور ہی دعا ہے اب میرے دل مین آئی
ہو قوم کو ہدایت اللہ کی آئے نصرت
مثل مدینہ ہووے اسلام کا یہہ مرکز
مہدی کے لوگ مانین عیسیٰ کے معتقد ہون
دنیا سے دور ہو وے ہر طور کی کدورت
اسلام مین ہو داخل بس فوج فوج دنیا
آنکھون سے اپنی ہمکو وہ دن خدا دکھائے
آنکھین کھلین ہماری روشن دماغ ہووین
دنیا سے دور ہو دین جتنے ہین بت جہانمین
قرآن کی حکومت دنیامین ہووے قایم
روشن ہو دین احمد فضل خدا سے ہر دم
دین محمدی کا اقبال خوب چمکے
توحید کا ہو دورہ تثلیث ہو شکستہ
قرآن کا نور چمکے کندن کی طرح دمکے
شر اور فساد جاوے دنیا مین امن آوے
بچے ہون نیک بچے اور ہون جوان صالح
ہر شے دور ہووے سچا ہر رہ ہووے
جھوٹے طبیب جائین سچے امین آئین
ہو صدق و راستی کا دنیا مین بول بالا
آپس مین ہو محبت جائے یہ بغض و نفرت

بچون کا عیش دیکھے تو اور تیری جائی
پانی مین مغفرت کے ہر دم رہے نہائی
اولاد مین ہو برکت۔ کہلائے سب کی مائی
عیسیٰ سے کرکے رشتہ دولت یہ تو نے پائی
ہر دم خدا کے در کی حاصل ہو جبہ سائی
دلبر ہو ہمارے اندوہ ایک رائی
دنیا کی کشمکش سے ہم کو ملے ... رہائی
ہے جوش کا یہ عالم جاتی نہین چھپائی
آقا کرے ہمارا دنیا کی ... رہنمائی
قصبہ مین قادیان کے آئے نظر خدائی
پھر جائے چار جانب اسلام کی دہائی
جس سمت آنکھ اٹھے آئے نظر صفائی
اعدا گلے سے ملکر بن جائین بھائی بھائی
جب قوم سے ہماری کل دور ہو برائی
ہووے شعار اپنا تقوےٰ و پارسائی
اللہ کی ہو عبادت جس کی ہے کل خدائی
ہو کفر پارہ پارہ اور شرک رائی کائی
جو ہین جنم کے اندھے اونکو بھی دے دکھائی
باطل پرست جو ہین اون کی ہو جگ ہنسائی
حق کی ہو بادشاہی باطل ندے دکھائی
سورج کی روشنی سے ہو بڑھکے روشنائی
ظاہر مین خیر و خوبی باطن مین ہو بھلائی
ہون لائق زیارت دنیا مین باپ مائی
جو سود خوار ہین یان آنکو ملے نہ پائی
دھوکہ سے جو نہ بیچین مخلوق مین دوائی
ہو جھوٹ کی تباہی پھیلے یہان سچائی
جو دلشکن ہین ان مین آجائے دلربائی

اب یہ دعا ہے میری دن رات صدق دل سے
ناصر کی اس دعا کو حق تک ملے رسائی

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْن

اے دل تو نیز خاطر اینان نگھدار
کاخر کنند دعوئے حُبّ پیمبرم

اسلامیہ کالج میں جمعرات کے دن وعظ کے بعد ایک اشتہار تقسیم کیا گیا اور اسکا ایک نسخہ کالج کے نوٹس بورڈ پر چسپان کیا گیا ہے اسکا ہیڈنگ **المہدی من عترتی ومن ولد فاطمہ** ہے۔ اس اشتہار میں تین باتین قابل غور ہیں۔

اوّل ہمارے مخالف علماء کا یہ سب سے بڑا ہتیار ہے کہ احادیث سے غلط استدلال کرکے لوگون کو غلطی مین ڈالتے مین۔ قرآن شریف سے اور دیگر ثبوتون سے جن کو میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام اپنا معیار صداقت ٹھیراتے مین۔ بلکہ اعراض کرتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان آپ کے خلاف قرآن کریم سے کوئی استدلال نہین کرسکتے۔ اور نہ ہی مقرر کردہ معیارون کو جہوٹا ثابت کرتے ہین جن سے میرزا صاحب کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے اختلافی مسایل مین مسلمانون کو خاص احتیاط کرنی چاہئے تہی اور قرآن مجید سے استدلال کرنا چاہئے تہا جسکا دعوی ہے کہ وہ اختلافی مسایل مین فیصلہ کرنیوالا ہے۔ **لِیُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْہِ**۔

دوم مولوی صاحب نے احادیث کو عجیب طرح سے گڈمڈ کردیا ہے اور تمام احادیث کو جن سے مختلف اشخاص مراد ہین صرف ایک ہی شخص پر لگانے کی کوشش کی ہے۔ اس خیال نے مولوی صاحب کو بڑی خطرناک غلطی مین ڈال دیا ہے۔ اور بہت سی حدیثون کا کذب لازم آتا ہے۔ کیونکہ کسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی حضرت عباس کی اولاد سے ہوگا جیساکہ مولوی صاحب کے ۲۲ سے ظاہر ہے اور کسی حدیث سے مہدی کا حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیساکہ مولوی صاحب کے اشتہار کا ہیڈنگ ہے کسی حدیث مین لکھا ہے کہ **لا مہدی الا عیسی** یعنے عیسی ہی مہدی ہونگے اور مہدی کوئی علیحدہ شخص نہین ہے۔ اور کسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ فارسی الاصل ہونگے۔ اب غور فرمائیے کہ اگر مہدی ایک ہی شخص ہے تو لامحالہ مولوی صاحب کے مذہب کے مطابق ایک حدیث کو سچا اور باقی سب کو جہوٹا ماننا پڑے گا۔ حالانکہ یہ تمام حدیثین سچی ہین۔ اسلئے مختلف اوقات مین مختلف مہدی ہونگے اور لا مہدی الا عیسی کا مصداق اسوقت موجود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام جہانون اور تمام زمانون کے لئے ہے اور جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہے اللہ تعالے کے وعید کے موافق اوسکو سخت سزا دی جاویگی۔ اسواسطے اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ کے لوگون کو ملزم کرنے کے لئے ہمارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ہر زمانہ کی نسبت پیشگوئیان کرائین اور جیسی آپ کی نبوت آپکی زندگی مین ثابت تہی ویسے ہی ہر زمانہ مین ثابت ہوتی رہی ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔ مولوی صاحب کے اس غلط استدلال سے ایک بڑا خطرہ آیندہ اسلام کو بہی ہے کیونکہ ایسا مہدی جو ان سب خلفاء الراشدین المہدیین کا مجموعہ ہو نہ کبہی ہوا ہے اور نہ کبہی ہوگا یہ بات حدیث کے مطلب کے بالکل خلاف ہے۔ اور اسطرح مسلمان یہودیون کی طرح ایک جہوٹے انتظار مین تباہ ہونگے۔ **سوم** مولوی کے مسلک کے مطابق یہ تمام احادیث مجروح اور ضعیف ہے اور جسکو زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے وہ ابن خلدون کو دیکھے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان تمام احادیث کو جن مین مہدی کا ذکر ہے ضعیف ومجروح ثابت کرکے گورنمنٹ سے مربعے انعام مین بہی حاصل کرچکے ہین۔

جواب اصل اشتہار (۱) حدیث مندرجہ نمبر اول کے کسی لفظ سے مہدی کا حسنی ہونا ثابت نہین ہوتا اور یہ دو نو جملے علیحدہ علیحدہ حدیثون کے ہین مولوی صاحب نے کسی مخفی تدبیر کو دلمین رکہکر دونونکو ایک جا جمع کردیا ہے۔ حدیث کے حصہ اول مین مولوی صاحب لفظ مِنّی پر زور دیتے ہین۔ لیکن مِنّی کے معنے مِن اُمّتی ہوتے ہین نہ ابن اولادی جیساکہ مولوی صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ایک مشہور حدیث ہے مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجہ سے نہین ہے یعنی میری امت سے نہین ہے۔ ولد فاطمہ سے مراد مذکر ومونث دونو اولاد ہین نہ کہ صرف مذکر سیدونکی شرافت تو اسباب پر منحصر ہے کہ مونث کا لحاظ کیا جاوے نہین تو دنیا نے سیدون کو علویون پر کیون عزت دی ہے اور مامور ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی دادیون مین سے کئی سیدانی تہین آپ بہی ولد فاطمہ ہین رسول کریم نے بہی فاطمہؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی مونث کا نہ حضرت علیؓ کا۔ نو دو مہدی کا اس حدیث سے حسنی ہونا تو ثابت نہین ہوتا۔ نہ معلوم مولوی صاحبان نے کہان سے لیا ہے ہم تو یہ بہی مانتے ہین کہ سید بہت سے امام و مہدی ہو چکے ہین اسلامی تاریخ اسکی گواہ ہے۔ ۔۔۔ سے ایک ہی شخص محمد مہدی فاتح قسطنطنیہ مراد ہے۔ اگر مولوی صاحب کو علم ہو تو ابی بکر کی تاریخ دیکہیں کہ قسطنطنیہ پندرہوین صدی کے اخیر مین فتح ہوچکا ہے اور اب مسلمانون کے قبضے مین ہے اور اسکو دوبارہ فتح کرنیکی کچہہ ضرورت نہین۔ تاریخ کے پڑہنے والے بہی خوب جانتے ہین کہ اس شہر کی فتح کے بعد ہی یورپین اقوام نے سطحی علوم مین ترقی شروع کی۔ اور اسکے بعد ہی یہ لوگ ہندوستان مین آئے اور اپنی تجارت اور جہازرانی کے ذریعہ تمام دنیا مین پہیل گئے اور اسلام کے ظاہر وباطن پر حملے کرنے شروع کردیئے اور یہ دجالی فتنہ اب اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ نمبر ۴ مین مولوی صاحب نے حدیث کا کوئی حوالہ نہین دیا نمبر ۵ کی علامات میرزا صاحب مین پائی جاتی ہین آپ کی زبان مین لکنت کا اثر ناک اونچی پیشانی کہلی اور روشن۔ رنگ آپ آدم اللون ہین اور آپکے بال سیدہے ہین جیسے فارسی النسل تہے اور آپکے بال گہنگرالے تہے۔ (بخاری احمدی پریس میرٹھ صفحہ ۴۸۹ و ۴۸۷ و ۱۰۲۶ و ۱۰۴۰ و ۱۰۵۵) شعر

رنگم چو گندم است و فرق بین است + زانسان کہ آمدست در اخبار سرورم
این مقدمم نہ جائے شکوک است والتباس + سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

اور ہم مولوی صاحب سے یہ بہی دریافت کرتے ہین کہ انہون نے کس جگہ سے استدلال کیا ہے کہ مہدی کبہی شعر نہین کہیگا **دوم** تمام اشعار مذموم نہین ہوتے اگر یہ بات تہی تو قرآن کریم نے الا الذین امنوا الخ کہکر استثنا کیون کیا ہے سورۃ شعراء رکوع ۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حسان شعر کہتے تہے آپنے انکو منع نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ حسان کی تائید روح القدس کرتا ہے۔ حضرت داؤد کی زبور الہٰی عشق کی غزلیات سے بہری پڑی ہے۔ اور نبی کریم بہی بڑے فصیح اللسان تہے اسواسطے کافر آپکو شاعر کہتے تہے جیساکہ قرآن مین آیا ہے۔ عربی مین اسلئے الہام ہوتا ہے کہ مسلمانون کی مذہبی زبان عربی ہے اور آپ قرآن شریف و نبی عرب صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان ہین انگریزی مین اسلئے شاذو نادر الہام ہوتا ہے کیونکہ قوم انگریزی ہی خاص کر مخاطب ہے۔ مولوی صاحب نے یہ بات کہان سے نکال لی ہے کہ تمام مہدی عرب ہی مین ہونگے مسلمانون کا رب رب العالمین ہے نہ رب العربیین۔ اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہین نہ رحمۃ اللعربیین آپ کے فیض تمام جہان پر جاری ہین۔ نمبر ۸ مولوی صاحب کہتے ہین کہ مہدی مدینہ مین پیدا ہونگے اور دوسری حدیث مین ہے کہ آپ مشرق کی طرف کدعہ بستی مین پیدا ہونگے ان دونون حدیثونکو اگر صحیح ماناجاوے تو مختلف مہدی ماننے پڑتے ہین اور یہ بات کہ کئی مہدی ہونگے ہمارے اشتہار کے ہیڈنگ کی حدیث سے بہی ظاہر ہے۔ اور مولوی صاحب کے صرف ایک ہی مہدی ہوگا کے خلاف ہے۔ مگر میرزا صاحب مشرق کی بستی کدعہ (قادیان) مین پیدا ہوگئے اور رسول اللہ کی پیشگوئی پوری ہوگئی تو آپ کا اس سے کیا حرج ہوگیا۔ نمبر ۹ و ۱۳ و ۱۵ کا مصداق ایک ہی شخص ہے اور یہ پیشگوئی پوری ہوچکی ہے جب معاویہ فوت ہوگئے انکے بعد خلافت کا جہگڑا اٹہا۔ مدینہ کے اکثر لوگون نے یزید کی بیعت کرلی۔ امام حسین اور عبداللہ بن زبیر مدینہ کو چہوڑ کر مکہ چلے گئے امام حسین کے ساتھ کربلا مین جو کچہہ ہوا سو ہوا۔ مکہ والون نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ بنالیا اور رکن ومقام کے درمیان آپکی بیعت لی۔ ان کے خلاف سفیانی نے (یعنی یزید نے جو ابوسفیان کی اولاد سے تہا) لشکر پر فوجین بہیجین۔ نمبر ۱۰ مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مہدی کے بعد وغلبۂ کفر نہین ہوگی۔ آپنے کسی حدیث کا حوالہ نہین دیا جس سے معلوم ہو کہ کس حدیث سے آپنے استدلال کیا ہے شاید آپ کا اشارہ اوس حدیث کی طرف ہوگا جو کہ ملتوی باقی حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق مین پوری ہوچکی ہے۔ عن ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال اذا کان الصوت فی شہر رمضان فی لیلۃ الجمعۃ فاسمعوا واتبعوا فی آخر النہار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما لیشکک علی الناس ویفتنہم فکم فی الیوم من شاک متحیر اذا سمعت الصوت فی رمضان یعنی اول فلا تشکوا انہ صوت جبرائیل و علامۃ ذالک ینادی باسم المہدی واسم ابیہ (رواہ نعیم بن حماد) ترجمہ۔ حضرت ابو جعفر باقر علیہ السلام کی روایت ہے کہ کہا اونہون نے کہ جب ہووے آواز رمضان مبارک مین شب جمعہ مین پس سنو اسکو اور اطاعت کرو اور آخر دن مین ابلیس لعین کی آواز ہوگی ندا کریگا آگاہ ہوجاؤ کہ فلان شخص ظلم سے قتل کیا گیا ہے یعنی شہید ہوا۔ یہ آواز تمام آدمیون کو اشکال مین ڈالنے کی اور انکو فتنہ مین ڈالے گی پس بہت سے لوگ اسدن شک کرنیوالے حیرت مین ہونگے پس جبکہ تم سن چکے ہو آواز رمضان مین اول تو شک مین مت پڑیو وہ آواز جبرائیل کی ہے اور اسکی نشانی یہ ہے کہ وہ جبرائیل مہدی کے نام کے ساتہہ اور اون کے باپ کے نام کے ساتہہ ندا کریگا۔ روایت کیا اسکو نعیم بیٹے حماد کے نے۔ آسمانی و جبرائیلی آواز سے مراد وحی ہے جو مرزا صاحب کو رمضان میں لیکہرام کے قتل کیے جانے کی بابت ہوئی۔ دیکھو برکات الدعا صفحہ ۔ اور یہ آواز تمام دنیا لیکہرام کے قتل سے پہلے سن چکی تہی۔ ابلیس لعین سے ایک قوم مراد ہے اسکے قتل کے وقت شہید قوم کے نعرے ملاے گئے اور مقتول مظلوم ٹہیرایا گیا بڑے بڑے اشکال واقع ہوگئے۔ لوگ فتنہ مین پڑے بہت سے مسلمانونکو زہر دیگئی اس خلیفہ وقت اور محمد صلی اللہ کی صداقت ظاہر ہوئی + صدق اللہ ورسولہ والحمد للہ رب العلمین۔

المشتہران احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور

ایڈیٹر۔ مندرجہ بالا اشتہار کیضرورت ہمارے احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور کو کیون پڑی اسکا کسی قدر ذکر اس اشتہار مین آگیا ہے لیکن اس نزاع کے متعلق بعض اہم امور پر مجہے ضرورتاً آیندہ بحث کرنی پڑیگی جو نہ صرف اہل اسلام ہی کی توجہ کے قابل ہوگی بلکہ کالج کی ناظم کمیٹی اور پنجاب یونیورسٹی تک کو مجہے متوجہ کرنا پڑیگا۔

نوٹ۔ مولوی صاحب کے باقی سوالون کا جواب انشاء اللہ دوسرے اشتہار مین دیا جائیگا۔

* حضرت ابوبکر حضرت علی باوجودیکہ وہ مہدی تہے پہر بہی شعر کہتے تہے چنانچہ حضرت علی کا دیوان مشہور ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کے متعلق قادیان سے جو خطوط ایڈیٹر وطن کی تحریرات کے جواب میں بھیجے گئے ہیں وہ بجنسہٖ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔ (پہلا خط)

امر دوم کے متعلق دوسرے کاغذ پر میں نے نہایت مختصر جواب اس خوف سے دیا ہے کہ مبادا آپ اس کو بحث سمجھیں اور بجائے فائدہ کے نقصان ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اس جواب کے متعلق کچھ اظہار اخبار میں کرنا ہو جیسا کہ آپکے ۱۲ جنوری کے اخبار کے پایا جاتا ہے تو میرے اس مختصر سے جواب کو بعینہٖ شایع فرما کر مشکور فرماویں۔ اگر کوئی وجہ جناب کو اس تحریر کی اشاعت سے روکنے والی ہو۔ تو اسکو واپس کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں تفصیل کے ساتھ اپنی پوزیشن کو ظاہر کر سکتا ہوں۔ میرا ارادہ مفصل لکھنے کا تھا۔ مگر آپ کے دوسرے کارڈ سے یہ خیال ہو گیا ہے کہ شاید اس تفصیل کو آپ مباحثہ نہ سمجھ لیں۔ وانما الاعمال بالنیات

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار وطن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے خطوط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آپ خود دس روپیہ ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی جاپان میں اشاعت کیلئے دینے کے واسطے تیار ہیں۔ اور ایسا ہی ۱۲ جنوری کے آپ کے اخبار سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ آپ دوسرے مسلمانوں میں بھی اسکی اعانت کیلئے تحریک فرمانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ایڈیٹر رسالہ مذکور یعنی یہ خاکسار انگریزی رسالہ میں حضرت مرزا صاحب کے مشن کا قطعاً کوئی ذکر نہ کرے۔ میں آپکی اس ہمدردی کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ مگر میں حیران ہوں کہ اگر غرض اشاعت اسلام ہے تو اس رسالہ میں وہ کونسی بات پائی جاتی ہے جو اشاعت اسلام کے مفہوم کے خلاف ہے؟ گذشتہ چار جلدیں رسالہ کی اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپکی خدمت میں بھیج دیتا ہوں۔ اور آپ انکو مطالعہ فرما کر مجھے اسقدر اطلاع دیں۔ کہ اس رسالہ میں فلاں مضمون سے ہتک اسلام پائی جاتی ہے۔ یا اسلام کے کسی اصل کی تردید ہوتی ہے۔ اسقدر تو میں وعدہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر میں اس وعدہ کی خلاف ورزی کروں تو وہ مجھے ایک حرف بھی لکھنے کی توفیق نہ دے اور میں اس وعدے کو خدا کی قسم کے ساتھ مؤکد کرتا ہوں کہ اس رسالہ میں ایک حرف بھی ایسا نہ لکھوں گا جس سے اسلام کی ہتک ہو یا جس سے اسلام کے ان اصول پر جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے صراحتاً یا کنایتاً زد پڑتی ہو یا جس سے قرآن شریف یا صحیح احادیث یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہو یا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت کے خلاف کوئی امر ظاہر ہوتا ہو۔ اگر اہل اسلام کو صرف یہ غرض ہے کہ اسلام کی صداقت اور اس کے اصول حقہ دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاویں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منجانب اللہ اور خدا کا برگزیدہ ہونا ثابت کیا جاوے۔ اور اس مقدس مذہب کو تمام داغوں سے پاک کر کے اس کا چمکدار چہرہ بیرونی دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے تو یہ رسالہ خدمت ادا کر رہا ہے۔ اور مسٹر کوئیلم اور مسٹر ویب دونوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اگر انکو خواہ مخواہ کی یہ ضرورت ہے کہ فلاں شخص کا اسمیں نام نہ ہو۔ یا فلاں سلسلہ کا ذکر نہ ہو تو میں اس قسم کی کسی خواہش کو پورا کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اسطرح سے تو کل کو پھر ایک سوال یہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس رسالہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی ذکر نہ ہو۔ کیونکہ اسلام کا ایک گروہ ان دو خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہیں کرتا۔ پس جس شخص کو اسلام کے کسی بزرگ سے عناد ہے اسکی خواہش قابل پیروی نہیں۔ جو لوگ ہمارے امام سے حسن ظن رکھتے ہیں خواہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ وہ شاید اس بات کے خواہاں نہ ہوں گے کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر بھی ان کی آنکھوں کے سامنے نہ آئے لیکن جنکو اس درجہ تک عناد ہے میں انکا ایک پیسہ بھی اعانت کے رنگ میں حرام سمجھتا ہوں۔ چہ جائیکہ ایسی درخواست کروں کہ وہ اس رسالہ کی مدد کریں۔ وجہ یہ کہ یہی شخص ہے جس نے اس زمانہ میں اسلام کی عزت قائم کی۔ اور اس کو زندہ مذہب ثابت کیا اور یہ دکھایا کہ اسلام کے کمالات اور اسکی برکتیں کسی ایک زمانہ تک محدود نہیں اگر ایسا ہوتا تو یہ مذہب بھی دوسرے مذہب کیطرح ایک مردہ مذہب ہوتا۔ مگر اسلام کی برکات کا چشمہ ہمیشہ جاری ہے۔ اور اسی واسطے اللہ نے اس امت کو خیر الامم کہا کہ وہ ہمیشہ کیلئے برکات کی وارث قرار دیگئی۔ اور اسی واسطے یہ عجیب دعا سورہ فاتحہ میں ہر مسلمان کو سکھائی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کا مطلب یہ ہے کہ پہلی قوموں پر تو تیرے انعام کے راہ بند ہو گئے۔ اے خدا ہم پر تو اپنے انعام کا راہ کبھی بند کیجیو۔ پس اول وہ بات جس کی حضرت مرزا صاحب تعلیم دیتے ہیں یہی ہے اور آن کا وجود اس کا عملی ثبوت اس زمانہ میں ہے۔ اسکو نہ میں اور نہ کوئی اور احمدی جو اس رسالہ کا ایڈیٹر ہو گا کبھی چھوڑ سکتا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے سلسلہ کا ذکر ہم لوگ کیوں کرتے ہیں۔ صرف اسلئے کہ اس سے اسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اسکی صداقت مثل شمس نصف النہار کے چمک اٹھتی ہے۔ ورنہ اگر روپیہ کا کمانا ہی ہمارے اغراض میں سے کوئی غرض ہوتی۔ تو اس سے بہتر کوئی موقع نہ تھا جب آپ جیسے باسوخ انسان نے بذریعہ اخبار ہر طرح سے مدد کا وعدہ کیا تھا۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اگر آپ کی شرط مان لیجاوے تو آج ہزارہا روپے اس رسالہ کی اشاعت کیلئے جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر میں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ یہ ایک فوری جوش لوگوں کا ہو گا۔ اسلام کیلئے سچی ہمدردی کا ہونا کہ انسان اپنی سب آسائیشوں پر مذہب کو مقدم کرے نہایت مشکل امر ہے۔ کاش اگر اور نہیں تو کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کی وصیت کو ہی پڑھ لے تو اس پر یہ ثابت ہو جاوے کہ اشاعت اسلام کا جوش کسقدر کوٹ کوٹ کر اس شخص کے دل میں بھرا ہوا ہے میں خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت دیتا ہوں کہ جوش مذہب اسلام کی اشاعت کا اس ایک شخص کے دل میں ہے اسکی نظیر آپ کہیں نہ پاویں گے۔ اشاعت اسلام کی ایک ایسی تدبیر آپ نے اپنی وصیت میں بیان فرمائی ہے کہ چند ہی سال میں انشاء اللہ یہ سلسلہ اشاعت کا دنیا کو حیران کر دیگا۔ بڑی سے بڑی بات جو حضرت مرزا صاحب کے خلاف کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح کی موت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ نہیں سوچا جاتا کہ اس سے تو اسلام کو مدد پہنچتی ہے اور عیسائی مذہب کا سارا تانا بانا بگڑتا ہے۔ اور یہ شہتیر عیسائی مذہب کا ٹوٹ گیا تو یقیناً جان لو کہ پھر اسلام کل دنیا پر غالب آگیا۔ پس اس عقیدہ موت مسیح سے مسلمانوں کا بیزاری ظاہر کرنا انکی بد قسمتی ہے۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس خوف سے کہ مبادا طوالت میں آپ بحث کا رنگ سمجھیں یہیں ختم کرتا ہوں۔

(خاکسار محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان)

(خط نمبر ۲) مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خدا تعالیٰ کسی کے سچے جوش کو ضائع نہیں کرتا۔ آپ نے چونکہ محض نیک نیتی سے اس امر کو چاہا کہ اشاعت اسلام کے کام میں جو ہماری جماعت کر رہی ہے دوسرے لوگ بھی شریک ہوں اور جس چیز کو وہ ایک روک سمجھ بیٹھے ہیں (اگرچہ میرے نزدیک اسمیں وہ غلطی پر ہی ہیں) اس کو دور کر دیا جاوے۔ اسلئے خدا نے بھی ایک ایسی صورت پیدا کر دی ہے جس روز آپ کا کارڈ پہنچا اس دن اتفاقاً میرے مکرم دوست خواجہ کمال الدین وکیل لاہور بھی اس جگہ موجود تھے۔ ان کے ذہن میں ایک ایسی تجویز آگئی جس پر میں اور یہاں کے دوسرے دوست راضی ہو گئے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اشاعت اسلام میں کسی قسم کی روک رہے۔ اسی غرض سے یہ رسالہ جاری کیا گیا تھا۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ہم ہر طرح تیار ہیں۔ وہ تجویز خواجہ صاحب خود ہی آپکی خدمت میں پیش کریں گے جسکو امید ہے کہ آپ اخبار میں شایع فرما کر ممنون فرماویں گے۔ اللہ تعالیٰ اس مصالحت کو مبارک نتیجہ پیدا کرے۔ والسلام

(خادم محمد علی از قادیان)

غیر اسلامی بلاد میں اشاعت اسلام

میرے پیارے مکرم سلامت رہو۔ خدا تعالیٰ آپکے نیک ارادوں کو پورا کرے

میں نے آپ کا والا نامہ جو اخی المکرم مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے نام آیا ہے دیکھا۔ مجھے یہ دیکھکر نہایت ہی خوشی ہوئی کہ آپ میں سچا جوش اسلام کیلئے ہے۔ جس کا میں تہ دل سے قدردان ہوں اور یہ اس قدردانی ہی کا نتیجہ ہے کہ میں آپ کو نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ [illegible] دوستوں کو آپ کی تجاویز پر ایک طرح راضی کر لیا ہے جسکو میں تفصیل کے ساتھ آگے چلکر بیان کرونگا۔ چند دنوں میں مختلف اردو اخبارات میں جاپان اور اشاعت اسلام کے عنوان سے مضامین لکھے جا رہے [illegible] بعض بزرگان قوم کے دلوں میں ایک [illegible] جوش اسوقت پیدا ہو رہا ہے جو اس امر کا [illegible] کہ ممالک غربیہ اور بلاد شرقیہ میں اشاعت اسلام کیجاوے۔ یہ خیال اگرچہ ایک پرانا خیال ہے لیکن گذشتہ جنگ روس و جاپان نے اس خیال کو از سر نو زندہ کر دیا ہے اور خصوصاً طبایع کا رجحان [illegible] کیطرف کسیقدر زیادہ ہے۔ ہمارے [illegible] نوجوان محمد اسحاق صاحب مقیم جاپان کی تحریرات بھی اسوقت بہت کچھ تشفی بخش ہیں اور تحریص [illegible] والی ہیں۔ ان تمام تحریرات میں خدا کا احسان ہے کہ بزرگان قوم نے بے تعصبی سے کام لیا ہے اور اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر کام [illegible] ریویو آف ریلیجنز نے کیا ہے قابل تذکرہ سمجھا گیا بعض احباب کے نزدیک یہی رسالہ اس اہم بالشان کام کیلئے اسوقت موزوں ہے۔ ہاں ان کے نزدیک اسمیں کوئی کمی ہے تو یہ کہ اسکے بعض مضامین جو [illegible] رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں نہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر [illegible] اہل الرائے دوست ریویو آف ریلیجنز کو اسلام [illegible] ماننے کو تیار ہیں اگر ہم آیندہ اسمیں سے [illegible] احمدیہ کے متعلقہ مضامین [illegible] نہایت دلچسپی اور شوق سے ان تمام تحریرات کو پڑھا۔ اور میری ناقص رائے خواہ کتنی ہی ان کے مخالف کیوں نہ ہو لیکن بقول اے کلام حضرت آقا صاحب جناب مرزا صاحب

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم

مجھے ان بزرگ لکھنے والوں سے سچا انس [illegible] ہے اور میں اسلئے ان کی آراء کا قدردان ہوں کہ آخر یہ اپنے خیال میں اسمیں اسلام کا بول بالا سمجھتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون پر مفصل [illegible]

کیونکہ آپ کا والانامہ محرک ایک تحریک ہو گیا میں چاہتا ہوں کہ وطن کے کالموں کے ذریعہ اسلامی پبلک کو ان تجارب سے اطلاع دوں جو ہمیں چار سال گذشتہ میں بعد از اشاعت ریویو آف ریلیجنز اس امر میں حاصل ہوئے کہ ہم کہاں تک غیر اقوام اور غیر اسلامی ممالک میں اشاعت اسلام کے متعلق کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس کا اصل طریق کیا ہے۔

اس رسالہ کی اشاعت کی غرض بہت حد تک غیر اسلامی اقوام میں اسلام کے حقیقی نورکی چہرہ نمائی تھی۔ اس لئے شروع سے ہی منافع کے خیال کو سر سے نکال کر ہم نے چاہا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو اس رسالہ کی اشاعت غیر اسلامی دنیا میں مفت کیجائے۔ کیونکہ آجکل لوگ کچھ دنیوی معاملات میں اسقدر منہمک ہو رہے ہیں کہ مذہبی معاملات کیلئے اور پھر ایک غیر مذہب کے لئے جس سے انہیں کوئی مناسبت نہ ہو کوئی کوڑی خرچنا بہت ہی مشکل سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنے دوستوں سے استدعا کی کہ وہ دو دو چار چار یا زیادہ پرچوں کی خریداری کر کے ہمیں اجازت دیں کہ ہم انکی طرف سے ریویو کے پرچے مفت بلاد غیر میں بھیجیں۔ ہمارے دوستوں نے ہماری اس صدا کو سنا اور ہم بہت تھوڑے عرصہ میں ہی قابل ہو گئے کہ آسانی کے ساتھ کئی سو پرچہ مفت یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر بحر ہند اور آخر کار جاپان میں بھیج سکیں۔ غربی ممالک کے مشہور شہروں کے مشہور باشندوں کی فہرستیں بہم پہنچائی گئیں۔ اوران لوگوں کے نام مفت پرچے بھیجے گئے

بعض وقت ہمارے منشاء کو معلوم کرنے پر خود بخود ان لوگوں نے ایسے اصحاب کی ہمیں اطلاع دی جو ہماری ان عنداللہ خدمات کی قدر کریں۔

چنانچہ پہلے سال کے خاتمہ پر ہی ایک دلچسپ سلسلہ خط و کتابت کا مختلف بلاد کے مشاہیر سے شروع ہو گیا۔ جس سے ہمکو ایک طرف تو یہ معلوم ہونے لگا کہ ہر ایک جگہ حقیقی صداقت کو لینے کیلئے بڑی تڑپ کے ساتھ ہزارہا روحیں بیقرار ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف ہم کو یہ بھی نظر آنے لگا کہ کسقدر غلط فہمیاں ہمارے پیارے مذہب کے متعلق دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔

بڑی خوشی جو ہمیں ان خطوط کے پڑھنے سے ہوئی وہ یہ ہے کہ مشاہیر ممالک غربیہ نے اعتراف کیا۔ کہ اسلامی حقایق سے بالکل ناواقف تھے۔ اور ان کے نزدیک اسلام ایک جھوٹا مذہب تھا۔ اور وہ خوش ہوئے کہ اسلام کی تعلیم انسانی معاشرت اور تمدن اور انسانی ترقی کے ممد ثابت ہوئی ہے۔

کونٹ ٹالسٹائی روسی فلاسفر سے آپ کے ناظرین خصوصاً واقف ہونگے۔ اس کے پاس یہ رسالہ گیا اور پڑھا۔ آخر کار وہ فلاسفر اس رسالہ کی زبردست تحریروں کا قایل ہوا۔ اس نے ہم کو ہدایت کی کہ ہم الوہیت مسیح کے غلط مسئلہ کے تعاقب کو چھوڑ دیں اور اپنا قیمتی وقت اور لیاقتیں ایسے عقیدہ کے استیصال میں خرچ نہ کریں۔ اور اس کو اور بہتر کاموں میں لگا دیں۔ پھر اس نے ذیل کے ریمارک ہمارے مضمون "زندگی بعد الموت" اور "گناہ سے کسطرح نجات ہو سکتی ہے" پر لکھے۔ "اور جو خیالات ان مضامین میں ظاہر کئے ہیں نہایت فاضلانہ اور صحیح ہیں۔"

شیخ عبداللہ کوئیلم نے اس رسالہ کے بعض مضامین کریسنٹ میں نقل کئے۔ اور لکھا کہ وہ اعلیٰ درجہ کے فاضلانہ مضامین ہیں" نہایت ہی فاضلانہ مضمون جس سے عمدہ مضمون آجتک ہماری نظر سے نہیں گذرا" یہ شیخ ممدوح کے الفاظ ہیں خیر وہ تو مسلمان تھے ہی اور ان کا فرض ہی تھا کہ وہ حقیقی قدر دانی کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس رسالہ کو پڑھکر بعض فاضل عیسائی مسلمان ہوئے جنمیں سے ایک حسن اینڈرسن ہیں۔ جن کے نام رسالہ جاری ہے اور جنکی خط و کتابت آجتک ہم سے ہے۔

الغرض ہم اس نتیجہ پر آ گئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا سب سے اعلیٰ فرض ہے کہ اول خود اسلام کو خوب سمجھیں اور پھر اس کو سمجھکر دنیا کو سمجھا دیں۔ خدا جانتا ہے اور ہمارا چھوٹا سا تجربہ چار سال کا شاہد ہے کہ کل دنیا اوہام پرستی میں پڑی ہوئی اور راستی اور سچے نور کیلئے بے چین ہو رہی ہے۔ اور نعم البدل کی تلاش میں ہے۔ ایک لاتعداد مخلوق اس وقت غربی بلاد میں ہے۔ اور جس کا مفہوم مذہب اور مفہوم خدا چونکہ صرف مفہوم عیسائیت تھا۔ اس لئے انہوں نے مذہب اور خدا کو غیر ضروری سمجھ رکھا ہے لیکن وہ اسلام اور اس کے خدا کو دیکھکر ایک منٹ اس سے جدا نہیں رہ سکتے ہاں اگر ضرورت ہے تو حقیقی تعلیم اسلام کو سمجھنے اور سمجھانے کی۔ وہ جانتے ہیں۔ اور انہوں نے سن رکھا ہے کہ اسلام ایک مذہب ہے لیکن ان کے نزدیک یہ ہندوستان کا ایک مذہب ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے جہاں اور دیوتاؤں اور بتوں کے سوا محمد ایک دیوتا اور اللہ ایک اور دیوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ عیسائیت ایک انسان پرستی ہے لیکن انکے نزدیک ہندو مذہب ہے جسکی شاخ اسلام ہے عیسائیت اچھی ہے۔

اب ایسے وقت میں ایک مرد خدا یا بہت سے مردان خدا کی مجموعی اور متفقہ کوششوں کی ضرورت ہے جو ان لوگوں کو غلط فہمیوں سے نکالیں اور اسلام کا حقیقی چہرہ دکھلا دیں۔ اور یہ سمجھا دیں کہ وہ حقیقی معبود حی قیوم سمیع بصیر مجیب الدعوات خدا ہے۔ وہ قرآن کا خدا ہے۔ اور اسی کتاب پر عمل کرنے سے وہ خدا ملتا ہے۔ اور اس خدا کے پانیوالے کی طاقتیں ان تمام جھوٹے کسی ایزدوں کے مقابل ارفع و اعلیٰ ہیں۔

تو کیا امریکن لوگ جو معاشرت کے کاموں میں اسقدر منہمک ہو رہے خلوص رکھتے ہیں۔ وہ اسلام لینے کو تیار نہیں ہونگے وہ ضرور تیار ہیں۔ لیکن نسبت ہمتی ہے تو ہماری کہ ہم ٹھیک طریق نہیں جانتے کہ ہم کسطرح خدا اور رسول کی خدمت کر سکیں۔

اب اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم مشنری بھیجیں یا تصنیف کے کام میں اور اگر تصنیف کے کام لیں تو مصنف کہاں سے اور کس دل و دماغ کے پیدا کریں۔ یا یہ کہ ہم مسلمان شدہ باشندگان ممالک غیر کی مدد کریں۔ اور وہاں مشن قایم کریں مجھے میاں رحیم الدین صاحب کے دل سے جنکا پیارا مضمون اگر ملوں پیسہ اخبار کے کالموں میں چھپا ہے یہ لکھنے میں جہاں لفظاً لفظاً اتفاق ہے کہ ہم اس قابل نہیں کہ مشنری بھیج سکیں۔ وہاں میں اس بات کو بھی کہنے کیلئے علی وجہ البصیرۃ تیار ہوں کہ مسلمان شدہ باشندگان غیر ممالک پر اشاعت اسلام کیلئے بھروسہ کرنا ٹھیک نہیں۔ بڑی وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں کو اصل کتب مذہب میں کوئی دسترس نہیں ہوتی شیخ الاسلام انگلستان ایک نیک مسلمان ہیں لیکن میں کئی سال سے ان کے پرچہ الہلال کے مضامین میں دیکھتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ یہ پرچہ کیوں اشاعت اسلام کا آرگن سمجھا گیا ہے اور اس کے لکھنے والے کیوں اسلامی معاملات سے کافی واقفیت رکھنے کی عزت دیئے جاویں تاریخی مضامین لکھ لینا یا عیسائی مذہب پر حملہ کر لینا تو اس بھاری فرض سے انسان کو سبکدوش نہیں کر سکتا۔ جو تبلیغ اسلام کی گردن پر ہے۔

خیر وہ تو بیچارے انگلستان نزاد ہیں۔ محض مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے ہوئے علماء پر شبہ ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے معنوں کو کہاں تک سمجھ سکتے ہیں۔ اور کہاں تک اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ اشاعت اسلام کیلئے گھر کے باہر قدم رکھنے کیلئے نہ صرف ہمیں زبان انگریزی اور نہ فلسفہ جدیدہ اور علوم مروجہ سے کافی وافی واقفیت ہونی چاہئے بلکہ ہم تمام مذاہب کو تمام فرقوں کے عقاید کو ان کے خیالات کو اون کے مذاق اون کے حالات کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہوں۔ ہم ان اسالیب کلام سے واقف ہوں۔ جو آج کل ایک بات کو موثر کرنے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ موجودہ نسل انسانی کی کمزوریوں اور ان کے تعصبات اور ملازمات کا ہمیں کامل علم ہونا چاہئے۔ تاکہ ہم بدقت گفتگو ان کو زیر نظر رکھیں بعض اوقات بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ حقایق کا اثر مخاطبین پر اسلئے نہیں ہوتا کہ ہم اپنے مخاطبین کے تعصبات کو نظر انداز کر دیتے ہیں یہی حال آجکل کے علماء دین کا ہے خصوصاً جب ان کے مخاطب انگریزی خواں نوجوان ہوں یہ علماء بلا تامل ان باتوں پر اول ہی اول حملہ کر دیتے ہیں جس سے ان نوجوانوں کو خاص تعصب ہوتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بعد میں انکی سب تقریریں نوجوانوں کیلئے بالکل بیفائدہ ہو جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ بعض ہمارے دوست مذہب کے جوش سے مغلوب ہو کر جاپان یا امریکہ کا رخ کر رہے ہیں۔ لیکن وہ وہاں جا کر کریں گے کیا کریں گے۔ ہمارے ہاں آخر وہ انتظام ہی نہیں جیسے عیسائیوں کے ہاں ہے۔ کہ ہم ممالک غیر میں جا کر مشن قایم کریں۔ سکول بناویں۔ عمارتیں بنا دیں پھر گھر گھر ہم ایک جماعت کی جماعت نکلیں۔ اسقدر ہمارے پاس کافی روپیہ ہی ہو کہ ہم اس ملک کے اہل یعنی اور بیمار لوگوں کو رغبت دینے کے اسباب مہیا کر کے اپنے جلسوں کی ابتدائی رونق بڑہا سکیں۔ ہمارے ہاں پردہ کی بھی سخت قیود ہیں۔ اور نہ ہماری غیرت ہی تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے ہمراہ فرقہ اناث میں سے خوش شکل اور خوش وضع رفیق اپنے ہمراہ رکھیں۔ جن کا پہلے جلسہ میں ہی اس ملک کے باشندگان کو ہماری طرف کھینچ لائے۔ اور اسطرح ہم ان کو اپنے خدا کا کلام سنا سکیں۔ اس ناداری اور اجنبیت کے عالم میں اور اس غیرت کے ماتحت ہمارے لئے غیر ممالک میں بحیثیت مشنری [illegible] تضیع اوقات و تضیع مال ہے۔

علاوہ ازیں جو ملک ہمارے زیر عزم ہیں انکی مالی حالت۔ انکا تمدن۔ ہم سے لاکھ درجہ زیادہ بڑہا ہوا ہے۔ ہم اپنے کلام کو انہیں اسی صورت میں موثر کر سکتے ہیں۔ جب ان لوگوں میں کچھ دیر رہکر اپنی دنیوی وجاہت اور مالی حالت سے ان میں اعزاز حاصل کر کے اس قابل ہو سکیں کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہوں۔ والا صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں۔

راقم الحروف سخت مخالف اس بات کا ہے کہ ہم مشنری بھیجیں یا غیر ممالک کے مسلمان باشندگان کی اشاعت دین کے لئے مدد کریں۔ میرے نزدیک سہل طریق اور حالات موجودہ کے ماتحت قابل عمل طریق یہی ہے۔ جو ریویو آف ریلیجنز نے اختیار کیا۔ اس کے علاوہ ضرورت ہے کہ اسلامی تصانیف تیار کریں قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی زبان میں کریں۔ اور پھر جہانتک ممکن ہو مفت اوسے شایع کریں۔ لیکن یہ کام بھی کوئی آسان کام نہیں۔ موجودہ حالات کے ماتحت یہی ایک راہ ہے جس کے لئے سب سے اول تو خدا کرے کہ ایسے انگریزی خوان مسلمان پیدا ہوں۔ جو اعلیٰ تعلیم جدیدہ کی ڈگریاں حاصل کر کے میرے محترم بھائی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کیطرح دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ زبان عربی اور علم دین سے کافی واقفیت حاصل کریں۔ اور پھر قوم ان کو کئی ہزار روپیہ کا کتب خانہ جمع کر دے اور اسکی ماتحتی میں کام کرنیوالے کئی ایک فاضل اور عالم و واقفان قرآن و حدیث ہوں۔ ان کے ہمراہ کام کرنے کے لئے کئی ایک انگریزی خوان نوجوان ہوں جن کا کام مغربی مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر کو دیکھنا اور اس سے اعتراض اخذ کر کے اس مجمع علماء و فضلا میں پیش کرنا ہو پھر ایک ایک مسئلہ کی تحقیق پر غور کریں۔ اور اس تحقیق کے بعد کوئی مضمون دنیا میں نکالے۔

ریویو آف ریلیجنز جسکی خدمات کو آج قوم نے باوجود مخالفت کے قبول کیا حتی کہ اسکی بعض علمی تحقیقات پر اخبار نے صاد کر دیا۔ چنانچہ مسئلہ طلاق پر جو کچھ اس رسالہ میں نکلا۔ اسپر البیان کے ایڈیٹر نے یہ رائے قایم کی کہ جس تحقیق سے مسئلہ طلاق کے متعلق بحث کیگئی ہے۔ وہ تحقیقات کی آخری حد ہے" اسکی کامیابی کی وجوہ کا بیان کرنا میں ضروریات سے سمجھتا ہوں تاکہ ہماری قوم کے [illegible]

اندازہ کر لیں کہ جہاں اشاعت اسلام کی راہیں خداتعالیٰ نے چاروں طرف کھول دی ہیں وہاں اس کام کو حاصل کرنے کیلئے کن کیا سامان ضروری ہیں۔

اس رسالہ کے ایڈیٹر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انہوں نے ایم۔ اے اور اس کے بعد متواتر تین سال قانون پڑھکر امتحان ایل ایل بی پاس کیا۔ آپ مقابلہ کے امتحان اکسٹرا اسسٹنٹی کے منظور شدہ امیدوار تھے۔ ریاضی میں یہ ایک مسلمان ہیں جو امتحان بی۔ اے میں اول رہے۔ اور پھر یونیورسٹی نے انہیں ریاضی کا ریڈر مقرر کیا۔ آخرکار جب ان کیلئے وکالت کے دروازہ کھولا گیا تو انہوں نے اوس پیشہ پر لات ماری اور قادیان ہی علم دین سیکھنے کیلئے آئے۔ جہاں آپ نے حضرت خلیفہ نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے قرآن کریم، تفسیر حدیث اور دیگر کتب دینیہ پڑھیں۔ زان بعد اس رسالہ کا خیال کیا گیا۔ اس کیلئے کئی ہزار روپیہ خرچ کر کے ایک بڑا ذخیرہ کتب کا مہیا کیا گیا۔ تمام قسم کی عربی اور انگریزی لغت مہیا کی گئیں۔ علاوہ ازیں لاکھ روپیہ سے زیادہ قیمت کا کتب خانہ قادیان میں حضرت حکیم نورالدین صاحب کا تھا۔ اور اس کے علاوہ قادیان میں خود حکیم صاحب موصوف اور ان کے ہمراہ ایک کافی تعداد علماء گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ کی ہے جن سب کا پہلا کام تحقیق دین ہے۔ ان سب سے بڑھکر ہندوستان کے سلطان القلم خود اعلیٰ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ جنگی قلم اور تحریر کا زمانہ قائل ہے چنانچہ ان بزرگوں کی متفقہ کوشش اور تحقیق کا نتیجہ تھا کہ ان گذشتہ چار سالوں میں ایک عالیشان سلسلہ مضامین کا نکلا جس نے اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کو حیرت اور استعجاب میں ڈالدیا عصمت انبیاء کے متعلق ایک ناپاک سلسلہ مضامین کئی سال سے عیسائی مناد نے شروع کر رکھا تھا جس میں کل انبیاء مرسلین کو معاذاللہ گنہگار، فاسق اور فاجر ٹھہرا کر مسیح کی معصومیت پر زور دیا گیا تھا آخرکار ریویو آف ریلیجنز نے ایک سلسلہ مضامین کا نکالا۔ اور اس مضمون کا خاتمہ کیا۔ چنانچہ عیسائی مناد اس سے ساکت ہو گئے۔ پیر زادہ حسین احمد نے خطرناک آرٹیکل آبزرور اخبار میں شائع کئے مادر مسلمان ہو کر اسلام پر حملے کئے۔ ان کے آرٹیکل کا جواب تھا۔ پہلے سال نجات ہی کا مضامین طلاق، غلامی، پردہ وغیرہ پر نکلے۔ اور اس نے سینکڑوں انگریزی خوان مسلمانوں کو پھر اسلام پر یقین کیا۔ اس آئندہ کے لئے بڑے بڑے ضروری مضمون اس رسالہ کے زیر نظر ہیں اور سب سے بڑا فکر جو ہم کو اسوقت ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری لکھی جاوے جس کے لئے مٹیریل جمع ہوتا جاتا ہے۔ اور دوسرے ترجمہ قرآن کریم کے ترجمے کچھ کم ضروری یہ کام نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا تحریر کو پڑھکر ہمارے وہ احباب جو اشاعت اسلام کے دلدادہ ہیں۔ اس کام کی اہمیت اور [illegible]

اور اوس کی ذمہ داری کو سمجھ گئے ہونگے۔ میں ان دوستوں کی عقلمندی کی داد دیتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بہت درست ہے کہ اشاعت اسلام کے کام کیلئے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کو وسیع کیا جاوے اور اس کو بہت مضبوط کیا جاوے۔ البتہ ان احباب کی رائے ہے کہ اس رسالہ کو ان مضامین سے الگ کیا جاوے جنمیں حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعاوی یا ان کے مشن کے متعلق تذکرہ ہوں یا بالفاظ دیگر ریویو آف ریلیجنز ان مسائل کی بحث سے خالی ہو جاوے جو ہم میں اور ہمارے مخالفین میں متنازعہ فیہ ہیں۔

یہ مطالبہ ایک اس قسم کا مطالبہ ہے کہ اگر ایک طرف تو مجھے ان مطالبہ کنندہ احباب کی صحت نیت اور دانش کی علوشان۔ اور دوسری طرف اپنی مقدس مشن کی کامل صداقت پر یقین اور ایمان نہ ہو تو میں ایک منٹ کے لئے اس تجویز کو سننے اور غور کرنے کے لئے تیار نہ ہوں خداتعالیٰ نے میرے آقا اور مولا کو ایک مطیع اور منقاد جماعت عطا فرما رکھی ہے جو بروقت ضرورت ہر قسم کی مالی امداد دینے کو تیار ہے۔ دوسری طرف علماء فضلاء اور علوم جدیدہ سے واقف لوگوں کی ایک کافی تعداد ان کے حکم کی بجا آوری میں حاضر ہے۔ پھر ریویو جیسے میگزین کی اشاعت میں ہم کو کیا حاجت ہے کہ ہم غیروں کی طرف رخ کریں لیکن میں دیکھتا ہوں ہمارے جدید مجوز ریویو آف ریلیجنز کو قطعاً نون سیکٹیرین نہ اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی ذاتی طور پر اعتراض ہے۔ بلکہ ہزارہا ناواقف مسلمان ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے تو ہر طرح کی قربانی کو تیار ہیں لیکن وہ متعصب علماء کے دھوکہ میں آکر اس بات کو سمجھنے کے ناقابل ہیں کہ ریویو آف ریلیجنز باوجود ایک حد تک احمدی مشن کا ارگن ہونے کے پھر بھی قابل قدر دانی ہے۔ اس لئے وہ احمدی مشن سے اسے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال یہاں کا خیال بہت حد تک قابل عزت ہے۔ دوسری طرف میرا ایمان ہے کہ اگر جناب مرزا صاحب خدا کی طرف سے مبعوث ہوکر ایک سچا مشن لائے ہیں جیسا کہ میرا ایمان ہے۔ تو یہ مشن

ریویو آف ریلیجنز کا محتاج نہیں ہو سکتا۔

اپنی صداقت خودبخود قایم کریگا۔ ہاں ریویو آف ریلیجنز اور اس کے کار پردازوں کیلئے یہ قابل ناز امر ضرور ہے کہ انہیں اس سلسلہ کی خدمت کا موقع ملا اس لئے میں آپ سے اور آپکے ہم رائے دوستوں سے اس حد تک تو متفق ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کو بالالحاظ فرقہ شایع کیا جاوے اور کل مسلمان جو احمدی یا غیر احمدی ہوں اسے اپنا اورگن سمجھ کر اشاعت دین اسلام میں کوشش کریں۔ ایڈیٹر اور دیگر مدبران رسالہ ہذا کا فرض ہوگا کہ آئندہ اس کے صفحات کو خاص دعاوی حضرت مرزا صاحب سے خالی رکھیں۔ اور ان مضامین سے اوسے آراستہ کریں جو اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا کی نگاہ میں محبوب کر دکھا دیں۔

اب رہے ہمارے احمدی احباب جو اس بات پر مصر ہیں کہ رسالہ موجودہ صورت میں رہے۔ اور ان کا حق ہے کہ ہم ان کے اصرار کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ سو ان کے لئے میں نے یہ تجویز سوچی ہے اور دیگر کارکنان رسالہ و ایڈیٹر صاحب کو بھی ایک حد تک میں نے متفق کر لیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے علاوہ ایک ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز کا شایع کیا جاوے جو الگ سرورق کے ساتھ شائع ہو۔ اسکی قیمت بھی الگ ہو۔ اوسمیں جو مضامین احمدیہ مذاق کے مطابق ہوں وہ شائع ہوا کریں۔ یہ ضمیمہ صرف احمدی احباب کیلئے شایع ہوگا۔ یا ان لوگوں کے لئے جو خود دعاوی حضرت مرزا صاحب سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپکے ناظرین میری اس تحریر کو غور کے ساتھ دیکھیں گے۔ اور تعصب سے الگ ہو کر ایک مشترک غرض کو مدنظر رکھکر اسکی تکمیل کی فکر کریں گے۔ والسلام

(خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب) از قادیان

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ مدرسہ کی موجودہ عمارت ناکافی سمجھکر مدرسہ کے لئے ایک قطعہ زمین پسند کر لیا گیا ہے۔ میں بڑی خوشی کے ساتھ آج ظاہر کرتا ہوں کہ ۴۰ گھماؤں اراضی قادیان کے شمالی جانب خرید کر لی گئی ہے۔ یہ اراضی جناب افضل بیگ صاحب رئیس لاہور کی ملکیت ہے۔ جناب ممدوح نے مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کر کے اور اسے مسلمانوں کی متفقہ اور مشترکہ اغراض سمجھکر ۵ گھماؤں اراضی مفت مدرسہ کو **عنایت** کی ہے اور ۳۵ گھماؤں قیمتاً اور وہ بھی نہایت ہی مناسب قیمت پینے چار ہزار تین سو پچھتر روپیہ کے بالعوض میں مرزا **صاحب** موصوف کی اس مہربانی اور ہمدردی کیلئے انکا شکر گذار ہوں جو انہوں نے مدرسہ کے ساتھ ظاہر کی ہے۔ بغرض مدرسہ کیلئے زمین لے لی گئی ہے لیکن اب عمارت کا سوال ہے اور اس اراضی کی قیمت کا بہم پہونچانا ہے۔ یہ زمین مدرسہ اور کالج کیلئے انشاءاللہ کافی ہوگی اور اگر اور ضرورت پڑی تو ہم مرزا **افضل بیگ** صاحب کو مزید توجہ دلا کر انسے اور بھی ایک قطعہ حاصل کر سکتے ہیں گویا کالج اور مدرسہ کیلئے جسقدر بھی اراضی کی ضرورت سمجھی جاوے۔ اسکی طرف سے گونہ اطمینان ہے لیکن سوال روپیہ کا ہے میں نہیں جانتا کہ کن الفاظ میں قوم کو متوجہ کیا جاوے یہ اسد تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ وہ افراد قوم کے دل میں القا کرے اور مدرسہ کی ضروریات کیلئے انہیں مردانہ وار قدم اٹھانے کی تحریک کرے۔ اس عمارت پر صرف سکول کیلئے زیادہ ہو **تیس پینتیس ہزار** روپیہ سے کم خرچ نہیں ہوگا۔ بات تو کچھ بھی نہیں صرف ہمارے احباب کو ہمت اور حوصلہ سے کام لینا ہے اگر تیس پینتیس آدمی بھی یہ عزم کر لیں کہ

وہ ہزار ہزار روپیہ جمع کر کے بھیجدینگے تو معمولی بات ہے اصل قصہ قوم کے سر پر آ پڑے اور حضرت مرزا صاحب کو دست کرم بڑھانا چاہئے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں کے تعلیمی انتظام کا بنیادی پتھر رکھیں گو میں سمجھ ذی مقدرت ہیں وہ اس قومی کام میں اپنے نام سے کچھ بے دلیل کرائیں خود چندہ دیں دوسروں سے دلائیں۔ میں تمہیں ایک عجیب بات سناتا ہوں کہ جس روز اس زمین کا بیعانہ دینے کی تجویز کی تو حضرت حکیم الامت کے مشورہ سے میں اور مخدومی مکرمی محمد علی صاحب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس امر کو عرض کرنے اور آپ سے اجازت لینے کیلئے گئے تو آپ نے جہاں اس اراضی کا خرید لینا پسند فرمایا اور اجازت عطا دی وہاں یہ بھی فرمایا کہ کیوں کالج نہیں بنایا جاتا؟ ہماری جماعت کی تعداد اسوقت بہت بڑھ رہی ہے اگر کوئی شخص ایک لاکھ تک شمار کرے اور ہر شخص سے ایک روپیہ بھی وصول کرے تو ایک لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے اور یہ کچھ بات نہیں۔ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کرو۔ اور آپ کی آرزو کو سوچو۔ آپ چاہتے ہیں کہ **کالج** بناؤ۔ اور قوم کے افراد سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اگر ایک ایک روپیہ بھی جمع کریں تو کالج بن جاوے۔ یہ قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے محبوب و آقا کی خواہش کو پورا کرے۔ ورنہ تم میں تو کوئی شک نہیں کہ خدا کے مامور کے منہ سے آجتک کوئی بات ایسی نہیں نکلی جو پوری نہ ہوئی ہو اور نہ آئندہ کوئی بات ایسی ہو سکتی ہے جو پوری نہ ہو۔ پس **کالج** تو بنے گا اور ضرور بنیگا لیکن **مبارک** ہونگے وہ شخص جو خدا کے موعود کے ارادہ کی تکمیل کیلئے سعی کریں۔ دوستو! آج خدا کا موعود ہم میں ہے اور سلسلہ ابتدائی حالت میں ہے وقت آتا ہے کہ بادشاہ اسکے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ اسوقت تمہارے چند پیسوں کی حاجت ہو؟ یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم آج **مشت جوین** کو احد پہاڑ کے برابر سونے سے بڑھکر قابل قدر بنانا چاہتے ہو تو اٹھو اور قدم بڑھاؤ۔ ایک روپیہ کسی کو کچھ چیز نہیں۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو کے پورا کرنے میں مدد دو۔ اور خداتعالیٰ کے فضل کے وارث بنو۔ مدرسہ کی عمارت کے سوال کو سرسری نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ بہت جلد اس رقم کو پورا کرو۔ پھر ایک اور بات بھی میں سوگوار دل سے یاد دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پیارے **عبدالکریم** (رضی اللہ عنہ) کی یادگار کے لئے ایک فنڈ کھولا گیا لیکن ابھی تک اس پر بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ اب موقع ہے کہ اس یادگار کو اس مدرسہ کی صورت میں قائم کرو۔ زبانی باتوں کو چھوڑو اگر کچھ کرنا ہے تو کر کے دکھاؤ مختلف شہروں کی جماعتیں خود کام کریں وہ اس امید میں نہ رہیں کہ قادیان سے کوئی ڈیپوٹیشن ان کے پاس جاوے تو وہ تب ہی روپیہ دینگے یا حکیم الامت کی تحریر نکلے یا مولوی محمد علی صاحب یا فلاں لکھے۔ آج ہم **عبدالکریم** مرحوم کی زبان اور قلم کہاں سے لائیں؟ تاو تمنا کے خیال کو چھوڑو۔ اور قومی ضروریات کیلئے دل کھولکر قدم بڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ان ضروریات کی اہمیت کو نقش کرے۔ آمین۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

میں نے یہ پیغام برادرم مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب کو سنایا اسوقت اخویم مولوی محمد علی صاحب و شیخ یعقوب علی و خلیفہ رشید الدین صاحب اور چند اور دوست موجود تھے۔ مولوی صاحب مرحوم یہ سنتے ہی چشم پر آب ہو گئے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنا اخلاص اور عاشقانہ محبت کے جوش کو روک نہ سکے۔ یہاں تک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اور چند منٹ کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا کہ اسکی سچائی کا کیا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے ہی اندر سوچا کرتا تھا۔ کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ابھی نہیں ہے۔ لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین فضل ہے۔ لیکن ہمارا اس کیلئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو ہمارا فرض ہے۔ میں آپکی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس جب ظہر کی نماز کے وقت تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کا پیغام خاکسار نے مولوی صاحب کو پہنچا دیا تھا۔ اور جو جواب مولوی صاحب نے دیا وہ بھی عرض کر دیا۔

اسپر فرمایا اصل میں مولوی صاحب سے دعا کرانیں میرا ایک بڑا بھاری مقصد یہی تھا کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ اسلئے ہماری یہ مراد تھی۔ کہ اس رنگ میں بھی وہ اپنی شفا کیلئے دعا کریں۔

اللہ اکبر۔ اس پاک امام کو اللہ تعالیٰ نے کیسا پاک دل دیا ہے اور اسکی شفقت اور مہربانی اور ہمدردی اپنے خدام سے کیسی ہے۔ گویا کہ انہیں جزو جان سمجھتا ہے انسانیت رحم اور فضل اسکی فطرت میں مرکوز ہے۔ یہ نباہ اور وفاداری ان لوگوں کے سوا کسی میں نہ پاؤ گے جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

۱۔ حضرت اقدس کی محبت اور رقت قلب	جو کچھ کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں اس سے حضرت اقدس کی محبت کا

خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم آپ کو کہاں تک دل سے عزیز تھے۔ اور جیسے کہ والدین اپنے پیارے بچوں کا ہم و غم دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتے ایسے ہی حضرت اقدس کی قلب کی کیفیت تھی کہ مولوی صاحب مرحوم کو اس کرب و قلق کی حالت میں دیکھ نہ سکتے تھے۔ ماسوائے اس کے حضرت صاحب نچلی منزل میں رہتے تھے اور مولوی صاحب مرحوم اوپر بالاخانہ میں رہا کرتے تھے حضرت اقدس سر پر چوٹ لگنے کے سبب سے بہت کمزور ہو گئے تھے۔ اسکے علاوہ کئی راتوں کی بیخوابی اور بے چینی سے اور بھی ضعف زیادہ ہو گیا تھا۔ آپ نے مجھے اور دیگر احباب سے بارہا فرمایا۔ کہ میں نے کئی دفعہ شام کی نماز کیلئے وضو اس نیت سے کیا ہے۔ کہ اوپر جا کر نماز پڑھونگا (موسم گرما میں مسجد کی سقف پر مغرب کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کے کمرہ سے بالکل ملحق ہے) اور نیز مولوی صاحب کو دیکھوں گا مگر میں ضعف دل کیوجہ سے سیڑھیاں نہیں چڑھ سکا۔

مجھے اس موقعہ پر اپنے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی بیماری اور حضرت اقدس کی محبت اور درد دل کی کیفیت یاد آگئی ہے۔ مرحوم ایوب کو بھی مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک برادرانہ بلکہ عاشقانہ تعلق تھا اور مرحوم مولوی صاحب سے نہایت درجہ کی محبت رکھتا تھا اور جیسے کہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا عاشق و شیدا تھا۔ ایسے ہی اپنے ہمرنگ عشاق (مثلاً مولوی صاحب مرحوم) کا بھی فدائی اور جان نثار رفیق تھا۔ اس لئے اس ضمن میں اس مرحوم سے حضرت اقدس کے رحم اور فضل کا کچھ تذکرہ بھی بیجا نہ ہوگا۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم اپنی علالت کی آخری ایام میں خاکسار کے پاس فاضلکا ضلع فیروزپور میں تھا۔ اور اس کو حضرت اقدس کے ملنے کا اس قدر خیال تھا کہ ہر وقت اس کا ان کیطرف دھیان لگا رہتا تھا۔ اور ان کے قدم بوس ہونے کا اسے از حد شوق تھا اور خود اس قابل نہ تھا۔ کہ اتنا لمبا ریل کا سفر برداشت کر کے حضرت اقدس تک پہنچ سکے اس نے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر ملجاویں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ میں حضور کی زیارت کروں۔ پھر اسی مضمون کا ایک تار بھی دیا حضرت اقدس نے جو جواب اس مرحوم کی طرف لکھا۔ میں اسے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اس سے کوئی دل ہدایت پاوے۔ اور وہ سمجھے کہ ایسا دل۔ خدا کی خاص محبت پیاروں اور ماموروں کے سوا اور کسی کو عطا نہیں ہوتا تا کہ وہ اس نور کو حاصل کرے جو کہ اس منبع فیوض سے ہر وقت جوش مار کر نکلتا ہے۔ شاید ہے۔ کہ کسی سعید فطرت پر اس کا پرتو پڑے۔ اور اپنی آلائشوں اور کدورتوں سے پاک و صاف ہو کر خدا کی رحمت سے

حصہ لے اور ٹھٹھا کرنے والے اور جھٹلانے والے گروہ سے دور ہو۔ آمین۔ خط مفصلہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
اسوقت جو میں درد سر اور موسمی تپ کی وجہ سے بیمار ہو گیا ہوں۔ مجھکو تار ملی۔ جسقدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کیلئے دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہونا چاہیئے۔ میں تو سخت بیماری میں بھی اپنے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں اس تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ صدقہ قبول کر کے ہر ایک چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا۔ مجھے پاس بدرجہ نہایت سمجھو۔ نہ در میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا کی رحمت سے ہرگز نا امید مت ہو۔ خدا بڑے فضل اور کرم کا مالک ہے۔ اسکی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجکو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کیلئے سخت بے قرار ہیں۔ اسوقت ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ پہلے سے وہ بھی مبتلا ہیں۔ اور ایک بار رعشہ حلق میں ہو گیا ہے مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اسوقت اٹھا کر بٹھا دیا آپ کا اسمیں کیا حرج ہے۔ کہ اسکی ہر روز مجکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی۔ وہ پہنچی ہے یا نہیں ریل کی معرفت روانہ کیگئی تھی۔ اور معلوم نہیں۔ کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے تسلی دیتے رہیں۔ جوزہ کا شوربا بینے بچے خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ والسلام۔ ۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء
الراقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

یہ وہ خط ہے کہ جو مرحوم ایوب کی عین نزع کیوقت پہنچا اور اس خط کو سننے کے بعد فوراً جان دیدی گویا کہ اسے اس خط کا انتظار تھا۔

میں مرحوم ایوب کا واقعہ مختصراً پیش کرتا ہوں کہ اسکو سخت قسم کا ٹیفائڈ تھا۔ دو ماہ تک برابر اسی سخت تکلیف رہی۔ مہینوں ہر وہ رات کو نہیں سویا۔ اور دن اور رات کو ملتا رہا تاکہ مجھے تکلیف نہ ہو۔ اگر کسی سید کی کلام سے علم النفس نفسی پڑھنا ہو تو جیسے پڑھ سکتا ہے آخر میں خون کے اسہال جاری ہو گئے۔ مگر یہ مرحوم

جب کسی نے طبیعت کا حال پوچھا تو یہی جواب تھا۔ الحمد للہ خدا کا شکر ہے۔ محض فضل ہے۔ میں خوش ہوں اور سانس کی تکلیف اور شاید تصنع نہ ہوتا تھا اور اس کے چہرہ پر ہمیشہ بشاشت اور خوشی رہتا تھا اور آخری دم تک کوئی ملال یا شکوہ شکایت لب پر نہ لایا بالمقابل وہ بلند پرواز پاتا تھا۔ والدہ اور ضعیف والد کو تسلی دیا کرتا تھا۔ کہ جس خدا نے مجھے پچیس سال تک بے پرواہ تندرستی میں رکھا۔ اب میں تھوڑے دنوں کی بیماری میں کیا شکایت کروں یہ ہرگز واجب نہیں کہ اسکی شکایت کی جاوے۔ بلکہ شکر کرو اور اس نے فضل کا شکر۔ مرحوم نے اپنی تمام بیماری میں کوئی نماز فوت نہ کی۔ بیماری کے ایام میں قرآن مجید حفظ کرتا تھا صبح کی نماز پڑھ کر فوت ہوا اور اس کا چہرہ اسوقت تبسم کر رہا تھا۔ اور مرنے سے پہلے بالکل ہوش میں تھا۔ اور خود ہی اپنے ایمان و اسلام اور حضرت اقدس کی فرمانبرداری اور ان کے فضائل کا تذکرہ اور شکر کیا۔ اور اپنے منہ سے کلمہ شہادت پڑھکر قبلہ کیطرف منہ کر کے سو گیا۔ اور اپنے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار کا اسے کمال عشق تھا اور ہر ایک بات میں اسکی اتباع میں لذت اور سرور پاتا تھا۔ وہ تھوڑے عرصہ میں کمال ذوق کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو پچیس سال کی عمر میں پہنچ گیا اور واصل الی اللہ ہوا۔ اور ہم ابھی اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اس مرحوم کے متعلق حضرت اقدس نے بارہا فرمایا۔ کہ ایوب بیگ دنیا اور اللہ کی صفات کا ایک مجسمہ تھا۔ اور وہ ایک شیشہ تھا جو لبالب عطر سے بھرا تھا

اب میں نہایت سچی سے اس اتحاد کو پوچھتا ہوں جو اپنے اندر تعصب بغض رکھتے ہیں اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ میں نے تمہارے سامنے بلا کم و کاست ایک پچیس سالہ نوجوان کا نمونہ پیش کیا ہے جو اپنی اتنی تھوڑی سی عمر میں صرف چند سال کے تعلق حضرت اقدس سے ایسے اعلیٰ روحانی مدارج پر پہنچ گیا کہ کوئی بدن کا اور جان کا دکھ اسے خدا کی رضا سے غافل نہ کر سکا اور اس کا دل ایک لمحہ کیلئے متزلزل نہ ہوا اور وہ اپنی آخری دم تک اخلاق اور عادات کا مجموعہ رکھتا تھا۔ کہ ہر گروہ اور ہر مذہب اور غیر مذہب جنکا اس سے واسطہ پڑا اسکی دلدادہ اور ثنا خواں تھے۔ آپ ذرا خدا کیلئے اپنے اندر غور کر کے دیکھیں کہ یہ کیا تبدیلی ہے۔ وہ روحانی تبدیلی کیسی ہے جو اس نوجوان میں کی تھی۔ اور کیا آپ کو خدا اور رسول ایسا ہی پیارا ہے جیسے اس نوجوان کو تھا اگر شرح تو بتاؤ کہ پھر اس سے بڑھکر اور نعمت اس جہان میں کس کیلئے ہے۔ اور اگر تم اس نعمت کے لائق ہونا چاہتے ہو تو آؤ اور اس مسیح آخر الزمان غلام احمد کا دامن پکڑو۔ جو کہ آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا سکتا ہے اور اس زمانہ میں اسی کو اللہ تعالیٰ نے کامل سیلان ہونے کا امام زمان منتخب کیا ہے۔ تو آؤ اور ان نعمتوں کے حصہ دار بنو۔ [illegible]

ا۔ مفصل حالات کیلئے دیکھو سیرت ایوب مؤلفہ خاکسار جو الحکم میں زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ جلد شایع ہوگی

مراسلات

پہلا خط جو مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور واپس نہیں آیا

نحمدہ ونصلی۔ جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکی مختلف تصانیف یعنے سوانح احمدی۔ تائید آسمانی۔ برکات اسلام۔ تواریخ و تاریخ عجیب وغیرہ اسوقت میرے سامنے ہیں اگرچہ ان کو پہلے ہی پڑھا تھا لیکن اسوقت پھر بطور نظر ثانی بہت غور اور خوض سے پڑھ چکا ہوں۔ مجھے ان کتب کے مختلف مضامین کے متعلق جناب سے کچھ استفسار کرنا ہے لیکن فی الحال میں کلام کو بہت ہی مختصر کر کے اور اپنے مقاصد کا لب لباب آپکی خدمت میں پیش کر کے ملتجی ہوں کہ جناب اس کا مختصر لیکن صاف طور پر جواب عنایت فرماویں تاکہ مجھے مزید تحقیق کی ضرورت نہ رہے اور میرا اصل مقصد حاصل ہو جاوے غرض یہ ہے کہ آنجناب نے سوانح احمدی کے ابتدائی صفحات میں عادت اللہ کو اسطرح ظاہر فرمایا ہے کہ "جب کسی ملک میں رحمت الہی جوش میں آتی ہے تو اس ملک میں سے کسی شخص کو پسند کر کے ہادی مقرر کرتا ہے سعید اسکی اطاعت کرتے اور شقی انلی اس سے انکار کر کے ذلت و عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں"۔ اس کے بعد جناب نے یہ بحث کی ہے کہ "ایسے لوگوں کے کام ضرورت زمانہ کے موافق ہوتے ہیں"۔ جس کے ثبوت میں اپنے انبیاء سابقہ کے نظائر پیش کئے ہیں اور لکھا ہے کہ "جب سحر کا زور تھا اسوقت اسی قسم کے معجزات مصلح کو عنایت کئے اور جب طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا زور تھا اسوقت ویسے معجزات عنایت ہوئے جنکے ذریعہ کوڑھی اور لاعلاج بغیر دوا آرام پاتے" وغیرہ وغیرہ۔

اب میں دیکھتا ہوں کہ اس زمانہ میں بھی جب اس ملک کیلئے رحمت الہی جوش میں آئی تو اس نے حسب عادت قدیمہ ایک شخص کو پسند کر کے ہادی مقرر کر دیا جس نے اسی سنت اللہ کے موافق اپنی تئیں مصلح اور ہادی ثابت کر دیا ہے۔ زمانہ کے فتنوں اور خرابیوں کو ظاہر طور پر دکھلا کر (جسکی شاہد آپکی کتاب برکات اسلام کے بعض مضامین بھی ہیں) مصلح کی ضرورت ثابت کی اور پھر اپنے کاموں سے دکھلا دیا کہ وہ ضرورت زمانہ کے موافق ہیں یعنے یہ تمام فتنے جس قسم کے تھے اور دلیل و اکٹ چھاپہ خانہ وغیرہ کی کثرت کے سبب جن کے ذریعوں سے اور جسطرح سے یہ فتنے پیدا ہوئے تھے انکی دفعیہ کیلئے اسی قسم کا حربہ استعمال کیا۔ نیز جسطرح جناب نے سوانح احمدی کے مذکورہ بالا مضمون کے آخیر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے استدلال کر کے لکھا ہے کہ "مصلحان کا سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا" وغیرہ وغیرہ۔ اس مصلح نے اپنی تئیں بھی اسی کا مصداق ثابت کر دیا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں رسالہ تائید آسمانی کے صفحہ ۴۳ پر آپنے لکھا ہے کہ "جب تک مرزا صاحب مجدد الوقت تھے گو میں انکی مجددی کا قایل نہ تھا مگر دوسرے قائلوں سے معترض بھی نہ تھا اور جب مرزا صاحب مسیحیت کے دعویدار ہوئے تو میں گو اس دعوے کو جھوٹا جانتا تھا مگر لوگوں سے یہی کہتا تھا کہ تھوڑی انتظار کرو اگر مرزا صاحب سچا مسیح ہے تو اس کے نشان جلد ظاہر ہو جاویں گے ورنہ مثل دوسرے کاذب دعویداروں کی جلد ہلاک ہو کر مر جائیگا"۔

ایک گذارش یہ ہے کہ جناب نے یہ خیالات اپنی تحریر مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۹۲ء میں ظاہر کئے تھے جسکو اب ۱۴ برس کا عرصہ ہو چکا ہے اور آپکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے یہ اقوال اس تحریر سے بھی بہت پہلے کے ہیں۔ لیکن وہ مدعی ابتک جبکہ ہلاک نہیں ہوا ہے وہ صرف زندہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کے نشانات صداقت بھی موافق احتیاج وضرورت زمانہ (جنکی تشریح کی اس مختصر خط میں چنداں ضرورت نہیں ہے) بخوبی ظاہر ہو کر سعادت مندوں کی ہدایت کا باعث ہو چکے ہیں اور خود مرزا صاحب کا بھی یہی دعوی تھا اور ہے کہ حسب الارشاد الٰہی ولو تقول علینا اگر میں کاذب ہونگا تو ضرور تباہ ہونگا اور اگر کاذب ہوتا تو ضرور ابتک تباہ اور برباد ہو جاتا۔ اس لئے اب میں جناب سے بکمال ادب دریافت کرتا ہوں کہ اسقدر دراز مدت جو مرزا صاحب کو ملی ہے اور جس میں وہ اسقدر کامیاب ہوئے ہیں کہ جماعت کثیر ہدایت یافتہ ہو کر انکی جان نثار حلقہ بگوش ہے۔ اور تقریباً تمام مکذب خصوصاً وہ جو تکذیب و تذلیل پر اڑے رہے ہیں ذلیل و تباہ ہو گئے۔ آیا یہ اسقدر دراز مدت آپ کے بیان کے موافق کافی نہیں ہے اگر نہیں تو کیوں کس دلیل سے؟ اور اگر ہے تو جناب نے اس سے کیا فایدہ اٹھایا ہے اور آیا ایسے کوئی اور بھی مثال موجود ہے اگر ہے تو کونسی ہے اور یہ بھی اس مثال کے ساتھ بتاویں کہ اسمیں اور لو تقول علینا والی استدلال میں کیا امتیازی فرق ہے لیکن اگر ایسی کوئی نظیر آپ کے نزدیک موجود نہیں ہے تو کیوں یہ صداقت خود آپ پر حجت نہیں ہے اور کیوں ابتک آپنے اس سے فایدہ نہیں اٹھایا ہے میں نے جناب کی تمام کتب پر بڑی عمیق نظر ڈالکر ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اول وہ جو بہت غور اور خوض اور محنت کے ساتھ لکھی گئی ہیں دوم وہ جو محض سرسری طور پر گھسیٹ دی گئی ہیں چنانچہ حصہ اول میں سوانح احمدی یا تواریخ عجیبہ وغیرہ ہیں جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۵ کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے اور حصہ دوم میں برکات اسلام ہے جس کے صفحہ ۲۰ پر آپنے لکھا ہے کہ "دو جو مضامین مدت سے میرے حافظہ تھے صرف مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے عرصہ میں ان کو گھسیٹ دیا ہے"۔ آپکی تائید آسمانی بھی اس حصہ دوم میں شامل ہے اس لئے کہ اس کے صفحہ ۴۳ پر آپ نے لکھا ہے کہ "دو یہ مختصر رسالہ سفر میں ہم نے چلتے ہوئے گھسیٹ دیا ہے"۔ مجھے اس بات کا بہت ہی افسوس ہے کہ جناب نے مجددیت اور مہدویت نیز مسیحیت کے دعاوی کو ایسا معمولی سمجھا کہ اسپر بغیر غور و خوض کئے ایک رسالہ سفر میں گھسیٹ دیا اور اسمیں اسقدر گالیاں دیں کہ الامان والحفیظ ورنہ اگر آپ سوانح احمدی کے ہی مضامین کو پیش نظر رکھتے اور بجائے سفر کے حضر میں اس رسالہ کو بجائے گھسیٹ دینے کے حضوری قلب اور غور سے لکھتے تو شاید یہ آپ کیلئے اچھا ہوتا بہت سی گالیوں کے ارتکاب سے آپ بچ جاتے۔ اور اگر یہ رسالہ آپ اس کے ساتھ لکھتے جس میں کہ سوانح احمدی لکھی ہے تو بہت سی نکتہ چینیاں کرتے ہوئے آپ رکتے۔ میں نے آپ کی تمام کتب کا خلاصہ بطور لب لباب اور رپو قلمبند کیا ہے لیکن اب صرف اس عریضہ کے جواب کا انتظار ہے قبل اس کے کہ علم طور پر اس کا اظہار کروں مناسب معلوم ہوا کہ یہ عریضہ مختصراً ارسال خدمت شریف کر کے آپ کے موجودہ خیالات کو معلوم کر لوں امید ہے کہ جلد جواب سے سرفراز فرما دیں گے۔ راقم عبد العزیز احمدی دہلوی ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء

دوسرا خط جو مولوی صاحب کو ۹ جنوری کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور ان کے ۲۲ دسمبر کو فوت ہونے کی وجہ سے واپس آیا

نحمدہ ونصلی۔ جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اپنے سابقہ خط کے جواب کا جو بذریعہ رجسٹری ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء کو خدمت عالی میں بھیجا تھا مجھے ابتک انتظار ہے کچھ عجب نہیں کہ جناب کسی خاص سوچ میں ہوں گے ورنہ قوی امید ہے کہ آپ جواب ضرور دیں گے۔ آپ پر مجھے بڑا حسن ظن ہے اسلئے میں ایک اور عریضہ ارسال خدمت کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور اسمیں سابقہ خط کے مضامین کے چند باتیں اور اضافہ کرتا ہوں یقین ہے کہ آنجناب میرے دونوں خطوں کو بغور پڑھکر جلد مناسب جواب عنایت فرما دیں گے۔ عرض یہ ہے کہ والد بزرگوار کو آپ سے بہت تعلق تھا اور مدت تک آپکے حالات ہی ان کے بواسطے اس حجاب کا باعث ہوئے تھے اسلئے مودبانہ التجا ہے کہ آپ میرے معروضات پر پوری توجہ کریں میں امید قدیمی تعلق کیوجہ سے بھی وہ میرے دل کے ساتھ آپکی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں۔ سابقہ خط پر مجھے صرف یہ زیادتی اس تحریر میں کرنی ہے کہ آپ اس معاملہ میں اچھی دل کے ساتھ غور کریں جس کے ساتھ سوانح احمدی تحریر کی ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند نظائر سوانح احمدی کے آپکے سامنے پیش کر کے آپ پر یہ ظاہر کروں کہ مرزا صاحب کے معاملہ میں آپنے منصفانہ طرز اختیار نہیں کیا ہے۔ اور وہ نظائر حسب ذیل ہیں۔

اولاً آپ نے تائید آسمانی صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے۔ "باوجودیکہ گھر میں دو بیویاں موجود ہیں پھر ایک تیسری کی سخت طلب ہے"۔ پھر صفحہ ۱۸ پر آپ نے لکھا ہے "باوجود پیری اور بے بالکی باکرہ خواتین کے حریص"۔ مولانا صاحب اگر یہ تحریر کرتے ہوئے آپ کا دل حاضر ہوتا جیسا کہ سوانح احمدی کی تحریروں کے وقت تو آپکو یہ خیال رہتا کہ آپنے سوانح احمدی صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے کہ باوجودیکہ ایک بیوی سید احمد صاحب کی بکمال حسن وجمال وعصمت موجود تھی لیکن دوسری شادی اور کرلی تھی جو سید صاحب کے جنگ وجدل کے وقت ۱۸۳۰ء میں موجود تھی جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور صفحہ ۱۷۳ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تیسری موقع جنگ پر بھی موجود تھی جو کاشغر کے رہنے والی تھی اور بعد واقعہ بالاکوٹ ٹونک میں فوت ہوئی۔ اب مولانا صاحب اسمیں شک نہیں ہے کہ حسن عقیدت کیوجہ سے وہی الفاظ جو مرزا صاحب کی بابت آپنے استعمال کئے ہیں سید صاحب کی بابت استعمال کرتے آپ ہرگز گوارا نہ کریں گے بلکہ آپ اس کیلئے وجوہات بیان کریں گے۔ سو آپ کو معلوم رہے کہ اگر آپ غور کرتے یا اب غور کریں گے تو اس قسم کے وجوہات آپ کو مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی ضرور ملیں گے۔

دوم۔ آپنے مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے "طرح طرح کے حیلوں سے روپیہ کے طالب خوش پوش ہے خوراک عمدہ ہے لذیذ کھانے کھاتا ہے جس میں ہزارہا روپیہ مریدوں کا خرچ ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ" مولانا صاحب آپ سوانح احمدی صفحہ ۲۹ ملاحظہ فرماویں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپکے نزدیک یہ مسلم بات ہے کہ "وہ محبوبان بارگاہ الٰہی دنیا میں ہی لباس فاخرہ اور طعمہ لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے زیادہ پائیں گے"۔ اور اس کے ساتھ ہی جبکہ آپ اس کتاب کا صفحہ ۱۳۹ بھی پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ میدان جنگ میں سید صاحب کے باورچیخانہ کا جاہ و حشم اور عام لوگوں سے کھانے کا انتظام علیحدہ دیکھکر جن لوگوں نے اعتراض کئے تھے انکی بابت آپ نے لکھا ہے کہ انہوں نے نفس و شیطان کی تحریک اور ترغیب سے دلوانہ پن کے ساتھ یہ اعتراض کئے ہیں براہ مہربانی آپ دونوں موقعوں پر پوری غور کریں۔

سوم۔ آپنے مرزا صاحب کو بے پیر ہے مرشد لکھکر ہدایت کی ہے کہ وہ سید صاحب کے کسی خلیفہ [illegible]

(باقی)

یا نشہ پر بیعت کرنیکو کسی سلسلہ میں داخل ہوں لیکن آپکو سوانح احمدی صفحہ ۹۷ کا خیال نہ رہا جہاں آپنے لکہا ہے کہ سید صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چند سوال کئے تھے اور ان کو جواب ملا تہا کہ موجودہ طریقوں میں سے کوئی بھی میرے طریقہ پر نہیں ہے وہ ایجاد کردہ ہیں اسلئے ہمارے طور اور طریقہ سے بیعت دو اور اسی سبب سے سید صاحب نے اسی وقت براہ راست حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تہی۔ سو مولویصاحب آپ اپنے اس بیان کو پڑہکر موجودہ حالات پر غور کریں العاقل تکفیہ الاشارت۔

چہارم۔ آپ نے چند نظائر دیکر مرزا صاحب کو عیار پر دغا۔ چالاک۔ شعبدہ باز۔ حیلہ بازی اور روباہ بازی سے جہوٹ کو سچ کر دکہا دینے والا ظاہر کرکے لکہا ہے کہ یہ شخص بڑا خود ستا ہے۔ آپ اس کے مقابلہ میں زیادہ نظائر نہیں صرف سوانح احمدی کا صفحہ ۸۰ ہی پڑھ لیں اور غور کریں کہ مرزا صاحب کی خود ستائی زیادہ ہے یا سید صاحب کی؟ کیونکہ خود آپ کے ہی بیان کے موافق سید صاحب نے اپنی مسجد کو جنت الماوی کی مسجد بیان کرکے حاضرین کو اصحاب بدر بنا دیا ہی نہیں بلکہ اپنی بابت انہوں نے بیان کیا کہ "میں تمامی اولیا مقبولین سلف سے ممتاز ہوں وغیرہ وغیرہ"

براہ مہربانی اس اصل موقع کتاب کو نظر کے سامنے رکہکر اپنی پیش کردہ نظائر پر غور کریں جو مرزا صاحب کی بابت آپ نے لکہے ہیں۔

میں نے یہ چند نظائر محض اشارات کے طور پر آپکو لکہی ہیں ورنہ آپ کے تمام اعتراضات کے جوابات میرے پاس اسطرح سے لکہے ہیں اگر آپ فرماویں گے۔ اور مجھے آپ کے جواب سے کچھ صلاحیت معلوم ہوگی تو ان کو آپکی خدمت میں بہیجدینے سے ہرگز دریغ نہ ہوگا اسلئے التجا ہے کہ براہ مہربانی پورے طور پر اس معاملہ میں غور کرکے مطلع فرماویں کہ اب اس بارہ میں آپکے کیا خیالات ہیں۔ والسلام۔ عبدالعزیز احمدی دہلوی از گجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

نقل اس خط کی جو مولوی عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی کو بتاریخ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو بذریعہ رجسٹری بہیجا گیا اور آجتک اسکا جواب نہیں آیا

جناب مولانا۔ السلام علیکم

میں نے آپکی کتب جو آپ نے مرزا صاحب کی بابت لکہی ہیں بغور دیکہی ہیں۔ انہیں سے ایک بیان الناس ہے جو آپکے مطبع انصاری میں ۱۳۰۹ھ میں چہپی تہی اس کے صفحہ ۹۶ پر آپنے لکہا ہے "عاجز نہایت زور سے اپنے کو اپنے خدا کا بہت کمزور اور ادنیٰ درجہ کا ذلیل بندہ گندہ جانکر اور اللہ تعالیٰ نے جو احقر کو خبر دی ہے اسکا اللہ تعالیٰ پر ہی بہروسہ کرکے اور اپنے مولا کی خبر پر یقین کامل کرکے آپ کو بشارت سناتا ہے کہ آپ کے فرضی مسیح کو مولنا سید محمد نذیر حسین صاحب مدظلہم کے سب و شتم اور حضرت عیسیٰ کی گستاخی کا عوض بہت جلد ملنے والا ہے اور جو بات کہ اس عاجز کو اس مولا نے علم دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی سخت بلائے جسمی میں مبتلا ہوئے اور جلد ہوئے" اب میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ مولیٰ کریم کو حاضر و ناظر جانکر اور اس بات پر غور کرکے کہ اس نے اپنی کلام پاک میں لعنت اللہ علی الکاذبین فرمایا ہے یہ لکہیں کہ

(۱) مذکورہ بالا عبارت کا القا آپ پر کسطرح سے ہوا تہا آیا خواب میں کچہہ دکہایا گیا تہا یا الہاما یا کسی اور طرح سے اگر خواب تہا تو وہ کس صورت سے دیکہا تہا اور اگر الہام تہا تو الہام کے اصل الفاظ کیا تہے (۲) آپکی اس عبارت میں الفاظ "بہت جلد" سے کیا مراد ہے۔ (۳) آپ کے نزدیک اسوقت تک آپکی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو جس کو آپ نے فرضی مسیح لکہا تہا وہ اصلی مسیح ہوا یا نہیں اور یہ پیشگوئی آپکی آپ پر حجت ہوئی ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو کب کس سنہ میں اور کسطرح پورا ہوا یا اس کے پورا ہونے پر آپنے اپنی کسی آئندہ تحریر میں اس کا اظہار بہی کیا ہے یا نہیں اگر کیا ہے تو کسجگہ؟ اسکی ایک کاپی مجہے بہی بہیجیں اسلئے کہ ایسی آپ کی کوئی تحریر میری نظر سے نہیں گذری اور اگر کسی تحریر میں آپنے اس کا اظہار نہیں کیا ہے تو جسحالت میں اس خبر پر آپ کو بڑا بہروسہ تہا اس کا آپ کی طرف سے اظہار نہ کئے جانیکا کیا سبب ہوا۔

(۴) مرزا صاحب نے مدت دراز سے اپنا یہ الہام مشتہر کر رکہا ہے انی مھین من اراد اھانتک ان کا یہ بہی دعویٰ ہے کہ جو شخص جس طرز سے اہانت یا ذلت پہونچانے کی کوشش کریگا اسی رنگ میں اللہ تعالیٰ اس مخالف کی اہانت اور تذلیل کریگا۔ آپ نے دو طرح سے مرزا صاحب کا مقابلہ کیا تہا۔ اولاً آپ نے مذکورہ بالا پیشگوئی میں لکہا تہا کہ مرزا صاحب کو میاں نذیر حسین صاحب کی گستاخی کا عوض ملیگا لیکن دیکہا جاتا ہے کہ قبل اس کے کہ مرزا صاحب پر آپکی پیشگوئی صادق آوے میاں نذیر حسین خود ہی فوت ہوگئے اور ان کو یہ دیکہنا نصیب نہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب کی کسی قسم کی آپ کے مخبر کے بیان کے موافق دیکہتے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ جس نے مرزا صاحب کو یہ الہام کا شرف بخشا ہے بڑا قوی اور سمیع و بصیر ہے۔

دوسرا مقابلہ آپنے یہ کیا تہا کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب کے دہلی تشریف لیجانے پر اپنے صاحبزادہ سے بہت اشتہار دلوائے تہے جس کا نتیجہ حسب الہام مرزا صاحب یہ ہوا تہا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس صاحبزادہ کا نام و نشان بہی دنیا میں باقی نہ رہا جس کا اظہار مرید عزیز صاحب نے اس واقعہ کے تہوڑے ہی عرصہ بعد مریہ میں ان الفاظ کیا تہا۔

کسطرح پہرتا ہے وہ عبدالمجید
ساتہہ لا دسے اپنا فرزند رشید
نام سے دیتا تہا جس کے اشتہار
قدرت حق کی پڑگئی اسپہ مار

مجہے آپ سے بہت کچہہ ابہی دریافت کرنا ہے لیکن اپنے مطالب کو بہت مختصر کرکے صرف چند امور آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ واقعات آپ پر حجت ہیں یا نہیں ہیں۔ امید ہے کہ ان کا جواب مفصل طور پر عنایت فرماکر مشکور فرماویں گے۔

عبدالعزیز از گجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

قابل توجہ گذارش

اسلام کے معنے ہیں اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنی آبرو سفلی زندگی اور تمام نفسانی خواہشات کو معبود حقیقی پر قربان کر دینا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اسلام کے ان معانی کو اچھی طرح سمجہا تہا تب ہی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنی رگوں میں گردش کرتے ہوئے قیمتی خون کو زمین پر اسطرح بہا دیا تہا کہ جسطرح ہم آج وضو کا پانی بہاتے ہیں۔ زبان سے یہ کہنا کہ جان کوئی چیز نہیں اور ہم جان کی اصلیت ہی نہیں سمجہتے بہت آسان ہے مگر جان کو قربان کرنا بہت مشکل ہے۔ جراح جب ایک پہوڑے میں شگاف دیتا ہے تو ہم اپنی بہبودی کا نتیجہ سمجہتے ہوئے بہی اسکی نشتر کو تہام لیتے ہیں اور ڈاکٹر کو بیا ایک درد رساں دانت بہی نکالنے نہیں دیتے۔ اس مضمون کو خوب سوچو اور اپنے بستر پر غور کرکر جان کا قربان کرنا کسقدر مشکل ہے اور پہر اصحاب کرام کی جانفشانیوں اور کارناموں کو خوب غور سے سوچو۔ پہر یہ غور کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اصحاب کرام کا اپنی جانیں قربان کرنا محض حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان قربان کرنا تہا یا خدا پر۔ میرے نزدیک یہی جواب ملے گا کہ خدا پر تب ہی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔ پس اسیطرح آج کل ایک مامور من اللہ ہم میں موجود ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے۔ ہمنے اس بات کو بہی خوب تحقیق کر لیا ہے کہ واقعی یہ مامور من اللہ ہے۔ احمدی لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم صحابہ کا نمونہ ہیں۔ اور کما استخلف الذین من قبلھم کے مصداق ہمیں ہیں لیکن اسطرف توجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین۔ بڑے شکر کا مقام تہا کہ خدا نے ہمارا وہ سخت امتحان نہیں لیا جو صحابہ کا لیا تہا کہ جس میں ہمپر بڑی آسانی کیگئی کہ امام زمان نے صرف ہی نفع کے لئے (اپنے نفع کیلئے نہیں) ایک انجمن کی اور رسالہ الوصیۃ اور الحکم و بدر کی اکثر اشاعتوں کے ذریعہ سے ہمارے مال کا جو بمقابلہ جان کے ایک ذلیل ترین چیز ہے ایک نہایت ہی قلیل حصہ اپنے قبضہ سے علیحدہ کرکے خدا کی راہ میں ایک جگہ جمع کرنیکی تحریک فرمائی میرے نزدیک دنیا کے کیڑے ہیں وہ لوگ جنکو اس وجہ سے ابتلا پیش آیا اور نجاست کے کیڑے سے ہیں وہ لوگ جو اتنی ذرا سی بات پر استقامت نہیں دکہا سکتے اور بڑے ہی نامرد اور سخت بزدل ہیں وہ لوگ جنکے دلمیں یہ تحریک پیدا ہوگئی کہ میرے نزدیک ایسے نامردوں اور ایسی بزدلوں کی ہماری جماعت اور ہمارے امام کو مطلق ضرورت نہیں بلکہ امام کو ان لوگوں کی ضرورت ہے جو زبان حال سے نحن انصار اللہ کہہ رہے ہیں۔ پس برادران! خدا کے اس حکم کو پیش نظر رکہو کہ تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ اور اے میرے مخالف عزیز و اقارب! خدا تعالیٰ کا یہ فرمان میرے پیش نظر ہے۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ

راقم خاکسار اکبر شاہ خاں احمدی نجیب آبادی

میں نے مہدی کو کیسے پایا

ڈیر ایڈیٹر

میں ملازم پوسٹ آفس ہوں میری سروس قریباً تیرہ برس کی ہے اور اس اثنا میں مجہے اس قسم کی سرکاری جوابدہی میں مبتلا ہونا نہیں پڑا۔ اتفاقاً میری تبدیلی ترقی کے ساتھ ضلع مظفر پور ہوئی اور میں وہاں گیا اور چارج لیکر دو تین روز کام کیا مگر عجب اتفاق دفعتاً میں بحرارت کام ایک روز بیمار ہوگیا اور واسطے ملاحظہ ڈاکٹر کے پوسٹماسٹر مظفر پور نے مجہکو حکم کیا میں بموجب حکم اس کے ڈاکٹر مذکور کے پاس گیا مگر ڈاکٹر نے مجہکو قابل کام ٹہیرایا اور کہا کہ کوئی بیماری نہیں ہے تاہم اسپر بہی میں واپس مکان چلا آیا اور آکر ایک درخواست پہر واسطے رخصت کے بہیجا۔ جس کے جواب میں افسر ڈاک نے مجہکو بایں جرم کہ بغیر اجازت میں اپنا کام چہوڑکر چلا آیا سسپنڈ کر دیا ایکروز ہمارے بہائی منشی حاجی بخش صاحب ہمارے پاس آئے اور مجہکو ملول پاکر مسیح موعود کی شان میں کچہہ اوصاف بیان کیا جسسے مجہکو اعتقاد کامل ہوا اور اسیوقت ایک خط لکہا اور دوسرے روز خود میں بہائی منشی محبوب علی صاحب کے پاس گیا اور وہاں سے خط بحضور حضرت اقدس روانہ کیا۔ بہائی موصوف نے مجہکو واسطے پڑہنے نماز تہجد کہا اور دعا وغیرہ بتلایا۔ میں نے اسی روز سے یہ سب پڑہنا شروع کیا اس درمیان میں مجہے عمدہ عمدہ خواب ہونے لگا اور رقت طاری ہوتی گئی مختصر حال یہ کہ تاریخ ۲۵ جنوری ۱۹۰۶ء کو قبل نماز تہجد کے ایک خواب دیکہا کہ میری نہال کا مکان جو کہ گرا ہوا تہا وہ طیار ہوگیا ہے

میں نے خواب کے اندر افسر کا حکم پایا کہ جسمیں اس نے مجہکو واسطے جانے مظفر پور کے اپنے کام پر بلاکسی ہرج تو بہجنے کے حکم دیا۔ اور جس روز منذوب دیکہا تہا ...

سفرنامہ دہلی

(از [illegible])

جب ہم حضرت کے پاس پہنچے تو جواب انکی خدمت میں پیش کیا اور ساتھ ہی کل چشم دید حالات عرض کئے تو آپ ہی وہ اس رقعہ کا جواب ہی لکھ رہے تھے کہ چار پانچ سو آدمیوں کا مکان میں ہجوم ہوگیا اور جہلائی علاوہ بدزبانی کے سیڑہیوں کے دروازے توڑ دیکر اور اوپر کے مکان کے صحن تک جا پہونچے بڑی مشکل سے انہیں روکا گیا۔ اور فریق ثانی کے حامی رقعہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ واقعی اسوقت مرزا صاحب کے مکان میں امن نہ تہا۔ شام تک ہجوم کی یہی کیفیت رہی اور اتنی ہی گنجائش نہ تہی کہ ہم اوپر کے مکان سے نیچے کے مکان تک آسکتے عجیب قسم کا طوفان بے تمیزی اُٹھا ہوا تہا ایسی حالت میں جو کچھ مناسب تہا مرزا صاحب نے جواب لکھ بہیجا۔ اور بحث کیلئے بدستور مستعدی ظاہر کی۔ اس جلسہ میں جسے دلی والوں کا ایک خاص اور اپنا جلسہ کہنا چاہئے مرزا صاحب کا جانا لازمی نہیں تہا جلسہ کا وقت ۹ بجے کا تہا اور ۱۲ بجے تک بمشکل شرائط قرار پائیں اور اسپر بہی امن وغیرہ کا بہی کوئی انتظام نہیں کیا گیا تہا جس سے امید ہوسکتی کہ مرزا صاحب کی گفتگو امن کے ساتھ سنی جاوے گی اسلئے مرزا صاحب نے صاف لکھدیا کہ شرائط کا تو تصفیہ ہوئی گیا ہے میں اپنے طور پر بہی امن کا کچھ انتظام کرکے آپ کو اطلاع دونگا اور بتراضی فریقین ایک تاریخ مقرر ہوکر جلسہ کیا جائے اور بحث شروع ہو۔ چنانچہ دوسرے دن ہی ۱۲ اکتوبر کو اسطرف سے پورا اطمینان کرکے مرزا صاحب نے میاں صاحب کو رقعہ لکھدیا اور انہیں شرائط تصفیہ یافتہ کے بموجب تاریخ ۱۸ اکتوبر مقرر کردی اور ساتھ ہی لکھدیا کہ اگر آپ کو یہ تاریخ منظور ہو تو رقعہ پر دستخط کرکے بہیجدیجئے تاکہ اسے شایع کردیا جائے۔ میاں صاحب نے رقعہ تو لیلیا۔ اور جواب کو دوسرے دن پر ٹالا جواب دوسرے دن رات کے دس گیارہ بجے مرزا صاحب کے پاس پہونچا جسمیں میاں صاحب نے مرزا صاحب سے خود گفتگو کرنے سے صاف انکار کیا اور اپنے دو شاگردوں کو بحث کیلئے پیش کیا ایک شیخ بٹالوی صاحب کو اور دوسرے عبدالمجید صاحب واعظ کو۔ ناظرین ذرا میاں صاحب کی اس حرکت کو ملاحظہ فرمانا۔ ہر روز قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں اور احقاق حق کا موقعہ آپڑے تو شاگردوں کو پیش کردیتے ہیں۔ خیر مرزا صاحب نے اس بات کو بہی منظور کرلیا کہ اگر میاں صاحب بہ تحریر لکھدیں کہ میرے شاگردوں کا ساختہ پرداختہ مجھے منظور ہوگا اور بحث گویا میرے نام سے ہی میرے شاگرد

کریں گے اور یہ پرچہ پورے ہی دستخط ہوگئی۔ تو ہمیں ان کے شاگردوں کے ساتھ ہی مباحثہ منظور ہے۔ غرض مدعا صرف یہ تہا کہ بحث کا اثر عام ہو یہ پیغام دلی کے ایک پلیڈر کی معرفت بہیجا گیا اسپر فریق ثانی نے پہلا ساختہ پرداختہ کالعدم کردیا اور شرائط کا جو تصفیہ ہوا تہا سب باطل کردیا۔ اور از سر نو شرائط پیش کرنے کی یہ تجویز پیش کی کہ ایک مجلس منعقد کیجاوے اور کثرت رائے پر شرائط کا تصفیہ کیا جائے اور تقسیم طلب ہی پبلک کی کثرت رائے پر قرار پائے۔ ناظرین ذرا غور کرنا ۱۱ اکتوبر کو ۱۲ بجے جن شرائط کا تصفیہ ہو چکا تہا اب فریق ثانی نے انہیں توڑ دیا اور یہ ایک نئی بحث نکالی۔ مرزا صاحب نے اس تجویز کو بہی اسطرح منظور کرلیا کہ دو آدمی اسطرف سے اور دو دوسری طرف سے مقرر ہوں کیونکہ اگر عام مجلس منعقد کیجاتی تو لامحالہ کثرت فریق ثانی کیطرف ہی ہوتی تہی اور وہ باہم شرائط کا تصفیہ کریں۔ چنانچہ اسطرف سے دو آدمی بہیجے گئے۔ مگر بٹالوی صاحب نے اس بات پر انکار کردیا کہ مرزا صاحب کی دستخطی تحریر اس مجلس کی منظوری کے متعلق پیش کیجائے۔ ہم نے ہرچند کہا لاکہ علم وفات ہم مرزا صاحب کیطرف سے اپنی منظوری لکھ دیتے ہیں مگر وہاں تو اصل غرض ہی اور تہی۔ انہوں نے منظور نہ کیا اور مرزا صاحب کی تحریر پر ہی زور دیا جس کا جواب انہیں یہ دیا گیا۔ کہ آپ ہی اس مجلس کے انعقاد کی درخواست تحریری بہیجیں۔ یہ کل کارروائی زبانی ہوئی اور نتیجہ کچھ نہ نکلا شیخ الکل صاحب میدان میں تو نہ نکلے اور اپنی جہوٹی تحمندی کے اشتہار شایع کرتے رہے۔ آخرکار جب کسیطرح سے بہی شیخ الکل صاحب میدان میں نہ آئے اور چند دن کبت و لعل میں ضایع کئے تو حضرت اقدس مرزا صاحب نے ایک غیرت دلانیوالا اشتہار ۱۷ اکتوبر کو شایع کیا۔ اور اس کے آخر میں یہ لکہا

"بالآخر یہ بہی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسیطرح سے بحث کرنا نہیں چاہتے تو ایک مجلس میں میرے تمام دلایل وفات مسیح سنکر اللہ جلشانہ کی تین مرتبہ قسم کہا کر کہہ دیجئے کہ یہ دلایل صحیح نہیں ہیں اور صحیح اور یقینی امر یہی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان کیطرف اٹہائے گئے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ اپنی صریح دلالت سے اور احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ اپنے کہلے کہلے منطوق سے اسپر شہادت دیتی ہیں اور میرا عقیدہ یہی ہے۔ تب میں انکی گستاخی اور حق پوشی اور بدیانتی اور جہوٹی گواہی کے فیصلہ کے لئے جناب الٰہی میں تضرع اور ابتہال کرونگا اور میری توجہ پر مجھے ارشاد ہو چکا ہے۔ ادعونی استجب لکم اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ تقوی کا طریق چھوڑکر ایسی گستاخی کریں گے اور آیت لا تقف مالیس لک بہ علم کو نظر انداز کردیں گے تو ایک سال تک اس گستاخی کا آپ پر ایسا کہلا کہلا اثر پڑیگا جو دوسروں کیلئے بطور نشان کے ہوجائیگا۔ تا وہ لوگ جو نشان نشان کرتے ہیں ان کو بہی خدا تعالیٰ کوئی نشان دکہا دیوے۔"

اس اشتہار کو پڑہ کر شیخ الکل صاحب دو دن تو خاموش رہے۔ اور ہم نے سمجہا کہ چپ ہوگئے۔ مگر آخر ۱۹ اکتوبر کی رات کو ایک رقعہ پہونچا جسمیں لکہا تہا کہ ۱۷ تاریخ کا اشتہار دیکہکر ہم نے آپ کو (مرزا صاحب) کو آزمایش کرنیکا ارادہ کرلیا ہے کل ۲۰ تاریخ کو ۲ بجے جامع مسجد کو جاؤ اور ہم قسم کہائیں گے۔ مگر اب بہی صفائی اور نیک نیتی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اصل مطلب کو تو کہیں چہوڑ دیا اور بارہ تیرہ دفعات عقاید کے متعلق لکہدیں کہ انپر قسم کہائی جائیگی۔ اور شرط یہ کہ قسم کہانے پر مرزا صاحب کو اسی وقت توبہ کرنی ہوگی۔

اب یہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے آخری طور پر جبکہ شیخ الکل صاحب کسیطرح بہی امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرنا نہیں چاہتے تہے انہیں آسمانی فیصلہ کی دعوت دی۔ تاکہ حق لوگوں پر ظاہر ہوجاوے مگر دیکہو میاں صاحب کو غیرت بہی آئی تو انہوں نے کس حکمت عملی سے اُسے ٹالدیا۔ ناظرین ذرا انصاف کیجئے کہ جو شرط شیخ الکل صاحب نے لگائی ہے اسمیں اللہ تعالیٰ کا کچھہ تعلق رکہا گیا ہے؟ آسمانی فیصلہ تو اسی حالت میں سمجہا جائیگا جب آسمان سے اسکے متعلق کسی فریق کو ڈگری عطا ہو اور اس ڈگری کے صادر ہونے کیلئے مرزا صاحب نے ایک سال کی مہلت رکہدی تہی پہر ڈگری بہی کیسی جسمیں کسی قسم کا گمان اور شک نہ ہو۔ بلکہ کہلا کہلا نشان جسے نشان مانگنے والے بہی مان جائیں۔ شیخ الکل صاحب کو اپنی صداقت پر پورا یقین تہا تو اسیطرح فیصلہ کرلیتے وہ کیوں بہاگ گئے۔ آسمانی فیصلہ کا انہوں نے کیوں نہ انتظار کیا۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا دل اندر سے ڈر رہا تہا؟ پہر انہوں نے یہ شرط کیوں لگائی کہ اسکے قسم کہانے پر اور قسم بہی حیات مسیح کے متعلق نہیں بلکہ دیگر عقاید کے متعلق جنکا فیصلہ حضرت اقدس نے پہلے ہی اور خاص جلسہ میں بہی کردیا۔ حضرت اقدس اُسی وقت توبہ کریں؟ مرزا صاحب کے الٰہی کا مقابلہ کا دارو مدار شیخ الکل کی قسم پر تو نہیں ان کا دار و مدار تائید ربانی پر ہے اور بدوں اس تائید کے سچے جہوٹے کی شناخت کیسی ہوسکتی ہے کسطرح اس امر کی تصدیق ہوسکتی تہی کہ شیخ الکل صاحب نے قسم سچی کہائی ہے یا جہوٹی؟ اسکی قسم پر کیا کیسے جا سکتا تہا سوائے اس کے کہ آسمانی فیصلہ کا انتظار کیا جاتا۔ دراصل چالاکی تہی کہ شیخ الکل صاحب اور ان کے شاگرد رشید نے اس دفعہ بہی عوام الناس کو دہوکہ دینے کا ارادہ کیا تہا مگر اس دفعہ وہ سخت مایوس ہوئے کیونکہ انکے رقعہ کا جواب تو صبح ہی بیس تاریخ کو لکہدیا گیا اور انہیں اشتہار ۱۷ اکتوبر کی عبارت کی نقل بہیج دیگئی اور انہیں پہر توجہ دلائی گئی کہ جلسہ میں انہیں کس امر کے متعلق قسم کہانی ہے۔ جب یہ رقعہ پہونچا تو وہ ایک اور چال چلے اور وہ یہ کہ حامل رقعہ کو واپس بہیجدیا اور جواب ڈیڑہ بجے کے قریب لکہا جسمیں پہلے رقعہ کا اعادہ کیا گیا تہا۔ ادہر سے بہی حجت تمام کرنیکی غرض سے اسی وقت جوابی رقعہ لکہا گیا اور ساتھ ہی یہ لکہدیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس معہ چند خادموں کے دو بجے ہی مسجد جامع میں جا پہنچے۔ فریق ثانی نے اسقدر حضرت اقدس کو جلسہ میں جانے سے روکنے میں جسقدر بالائی کوششیں کیں اور جسطرح انتظام کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں ان کے بیان کی ہم کچھہ ضرورت نہیں سمجہتے کیونکہ فریق ثانی کی ساری کوششیں ناکام رہیں اور انتظام نہایت معقول ہو۔ ذرا یہ بہی خیال کرلینا چاہئے کہ اس بڑے بہاری مجمع کا انتظام جسمیں پانچ چہ ہزار آدمی موجود تہا ایک مسافر کے ذمہ تہا جسکی مخالفت پر دلی کی کل مسلمان رعایا تلی ہوئی تہی۔ فریق ثانی سخت مایوس ہوگئے جب انہوں نے انتظام کی معقولیت دیکہی اور حضرت اقدس کو معہ خدام مسجد میں تیار و مستعد بیٹھے پایا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الکل صاحب کا جلسہ میں آنے کا اصل کوئی ارادہ نہ تہا انہوں نے صرف ایک حیلہ کیا تہا جو انکی بدقسمتی سے کارگر نہ ہوا چنانچہ انہیں جب خبر ملی کہ مرزا صاحب تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکہتے ہیں تو وہ بہی وقت مقررہ سے آدہ گہنٹہ بعد بعد جبر واکراہ آئے ٹہیک ساڑہے تین بجے تہے جب انہوں نے مسجد میں قدم رکہا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کرکے باجماعت ہی پڑہ آئے تہے چنانچہ جب جماعت کہڑی ہوئی تو فریق ثانی میں سے ایک شخص نے آکر کہا جماعت تیار ہے۔ اُسے کہدیا گیا کہ ہم باجماعت نماز پڑہ آئے ہیں۔ افسوس یہ سنکر بہی مخالفوں نے مرزا صاحب پر بہتان اور افترا باندہنے میں کوتاہی نہ کی! جب چار بج گئے تو شیخ الکل صاحب کی جو مرزا صاحب کے مقابل درمیانی درے میں پہلے بچہائی گئی تہی سمیٹ کر اٹہالی گئی، گویا شیخ الکل صاحب جلسہ میں آکر بہی مقابلہ پر بیٹہنے سے ٹال رہے تہے۔ اور ایک الگ درے میں جا بیٹہے!!

ہم انکی اس حرکت پر حیران ہی تہے کہ عبدالمجید صاحب واعظ وہی اپنا رقعہ لئے ہوئے آئے۔ اسوقت ہم مع شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات پنجاب جو حضرت کے مخلص خادموں میں شامل ہونے کا فخر رکہتے ہیں صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس کہڑے تہے۔ عبدالمجید صاحب نے آتے ہی صاحب بہادر کو مخاطب کیا اور ہمیں سنانیکی غرض سے کہا کہ

فریق ثانی اس رقعہ پر اول کرنیکو طیار نہ ہے ایں ہم اسی وقت جو فریق ثانی کا [illegible] جو ان کے جواب میں بہیجے گئے [illegible] اور پیش کر کے کہا کہ آپ کو اس رقعہ کے بموجب قسم کہانی منظور ہے کہ نہیں غرض بہت ہی تکرار ہوتے رہے آخر جب [illegible] ثابت کر دیا گیا کہ یہ سوال کرنیکا حق ہمارا ہے کہ آپ کو جو اپنے الفاظ اشتہار کے معنی کے بموجب آپ نے [illegible] کا اقرار کیا ہے اور ہمیں اس جلسہ میں بلایا ہے قسم کہانی منظور ہے کہ نہیں [illegible] آخری رقعہ بہی ہمارا ہی تہا جس کے بموجب ہم [illegible] آ گئے تہے تو عبد المجید صاحب گہبرا کر شیخ الکل صاحب کی پرائیویٹ چیمبر میں چلے گئے اور پہر تہوڑی دیر کو آ کر کہا بس ہم اور کچہ نہیں پوچہتے ہمارا سوال یہ ہے کہ آیا آپ مسیح موعود ہیں یا نہیں؟

ناظرین ذرا غور کریں [illegible] جلسہ میں آ کر یہ دوسری بات پیدا کی گئی ہے [illegible] پہلے حیات و وفات مسیح کا فیصلہ [illegible] قدر کیا گیا کہ [illegible] مسیح موعود [illegible] انہوں نے لوگوں کو [illegible] دینا شروع کیا کہ گویا حضرت اقدس مسیح موعود پر بحث کرنے [illegible] اور دیگر عقائد پر بحث نہیں [illegible] زور کے ساتہ حاضرین [illegible] کر دیا گیا [illegible] شیخ الکل صاحب کا اختیار ہے خواہ قسم کہائیں [illegible] خواہ بحث کریں [illegible] بحث شروع ہو۔ پہلے حیات و وفات مسیح کا فیصلہ ہو پہر مسیح موعود پر بحث ہو۔ پہر عقاید کے متعلق [illegible] اپنے مخالفوں سے بہتا [illegible] تردید کر [illegible] گے اور بہادر یہ بہی عبد المجید صاحب کی مغالطہ دہی کی قلعی کہل گئی جب انہیں [illegible] سے سمجہا دیا گیا کہ جبتک عہدہ خالی نہ ہو تب تک کوئی شخص اس کا جانشین کیونکر ہو سکتا ہے پہلے یہ تو فیصلہ ہو جائے کہ عہدہ بہی خالی ہے یا نہیں جب یہ ثابت ہو جائیگا کہ عہدہ خالی ہے تو پہر مرزا صاحب اپنے استحقاق کی خصوصیت بیان فرما دیں گے اور معزز حاضرین جلسہ نے بہی تسلیم کر لیا کہ واقعی یہ بات معقول ہے کہ پہلے مسیح کے حیات وفات پر بحث ہو پہلے اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ پہر عبد المجید صاحب نے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا کہ ہم نے فوراً اس مغالطہ کو دور کیا۔ غرض شام کے قریب تک یہ جہگڑا وکلام میں ہوتا رہا اور اسطرف سے کوئی اقرار نہ پایا۔ جب اس بات سے چند معزز حاضرین نے بہی زور دیا کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو تو عبد المجید صاحب پہر کونسل چیمبر میں گئے اور بٹالوی صاحب آ کر [illegible] کہ اس مسئلہ پر بحث میں کرتا ہوں۔ ہم نے صاف کہدیا کہ اس وقت آپ مخاطب نہیں ہو سکتے شیخ الکل صاحب بحث کریں [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] جو ایک نہایت [illegible] صاف [illegible] کسطرح فیصلہ ہو جائے۔ [illegible] کر دیا [illegible] تمام کرنیکی غرض [illegible] گیا۔ مگر انہوں نے نہ مانا تہا نہ مانا۔ آخر [illegible] دیکہکر کہ بحث نہیں ہو سکتی۔ لوگوں کو رخصت کر دیا۔ غرض یہ اصلی واقعات اس بڑے جلسہ کے ہیں جو جامع مسجد میں ہوا تہا۔ اسی سے قیاس کر لینا چاہئے کہ دلی کے ملاں اس امر کے تصفیہ کے [illegible] کہانتک نیک نیتی اور صفائی پر ہیں۔ افسوس انہوں نے حق کو چہپا لیا۔ اور لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ یہ دلی کی کل کارروائی ہے۔ جسے ہم نے مختصر طور پر بیان کر دیا ہے۔ جسقدر [illegible] اور مغضوب سرزمین [illegible] اس سے بڑہکر کسی اور [illegible] نہیں۔ یہ دلی والوں کا ہی حصہ تہا

دلی والوں نے [illegible] اپنے علماء کی یہ حالت دیکہی تو انہوں نے [illegible] مولوی محمد بشیر صاحب کو [illegible] اور ۲۴ تاریخ سے ان کا مباحثہ حضرت اقدس کے ساتہ شروع ہوا۔ اور ۲۷ کو ختم ہوا۔ ناظرین اس بحث پر لکہنا ہمارا کام نہیں۔ یہ کام ہمارے عالم و فاضل معزز اور پرجوش مولوی عبد الکریم صاحب کا ہے جنہوں نے خدمت دین اور اشاعت کلمۃ اللہ میں اپنی زندگی وقف کر رکہی ہے اور جنکی تقریر اور تحریر میں اللہ تعالیٰ نے فصاحت اور تاثیر بخش رکہی ہے۔ وہ بڑے شوق کے ساتہ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے اور حق کو لوگوں پر ظاہر کرنے کی نیت سے مولوی محمد بشیر صاحب والے مباحثہ کو رسالہ الحق سیالکوٹ میں چہاپنے کے لئے مرتب کر رہے ہیں۔ اور اس پر اپنا انٹروڈکشن بہی لکہ رہے ہیں جو واقعی حق پسند ناظرین کے دیکہنے اور غور کرنے کے قابل ہوگا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

نوٹ۔ یہ مضمون ۱۸۹۱ء کا ہے وہ مباحثہ چہپ چکا۔ مگر افسوس آج مخدوم الملتہ اس دوسرے سفرنامہ کے حالات دیکہنے کیلئے ہم میں موجود نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایڈیٹر۔ (باقی آیندہ)

زمیندار توجہ کریں

پنجاب کے محکمہ زراعت کے ڈائرکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل ہدایات الحکم میں شائع ہونے کے لئے بہیجی ہیں جنہیں مفید سمجہکر شائع کر دیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

ہدایات دربارہ ہلاک کرنے سونڈیوں کے جو فصل کپاس کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔

(۱) ماہ دسمبر میں دفتر ہذا سے دربارہ جلانے کپاس کے ٹہنٹوں کو اور ہل چلانے ان کہیتوں میں جہاں کہ فصل کپاس بوئی گئی تہی جاری ہوئیں تہیں۔ ان ہدایات کے جاری کرنیکی یہ غرض تہی کہ اس سے تمام سونڈیاں جن کے باعث سال ۱۹۰۵ء میں فصل کپاس کو سخت نقصان پہنچا تہا۔ ہلاک ہو جاویں جسجگہ ان ہدایات پر عمل ہوا ہے وہاں سونڈیاں ضرور ہی اچہی تعداد میں ہلاک ہوگئی ہونگی۔ مگر یہ بہی یقین ضروری ہے کہ سونڈیوں کی اچہی تعداد بچ گئی ہوگی جو ماہ مارچ میں موسم گرما کے شروع ہوتے ہی نکل پڑیگی۔ ہر ایک جوڑا ایک مہینہ کے عرصہ میں ساٹہ بچے پیدا کر سکتا ہے پس اسوقت تک جبکہ آیندہ فصل کپاس کو پہل اور پہول لگیں۔ سونڈیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاویگی اور اسیقدر فصل کپاس کو نقصان پہونچاوینگی جتنا کہ پچہلے سال پہونچایا تہا۔ جبتک انکی روکنے کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی جاوے

(۲) تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کپاس کی سونڈیوں کی خوراک جہنڈی کا پودہ بہی ہے مگر کپاس سے زیادہ بہنڈی کو چاہتی ہیں۔ ماہ مارچ سے لیکر ماہ جولائی کے اخیر تک جبکہ کپاس کو پہول لگنے شروع ہوتے ہیں سونڈیاں کپاس کے پودوں پر گذارہ کرینگی۔ اور اسکی پہلیوں میں گہس جاوینگی۔ اور اسوقت کپاس کو بالکل نہیں چہیڑینگی مگر جونہی کپاس کو پہل اور پہول لگنے شروع ہونگے سونڈیاں پچہلے سال کی مانند کپاس پر حملہ آور ہونگی اور سخت نقصان پہنچاویں گی

(۳) اس نقصان سے بچنے کیلئے جو تدبیر بتلائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ماہ مارچ یا اپریل میں ہر کپاس کے کہیت کے نزدیک بہنڈی پودوں کا ایک چہوٹا سا ٹکڑا جہنڈ بویا جاوے اور یہ جہنڈ ہر ایک ایکڑ اراضی کے پیچہے قریباً ۴ یا ۵ بہنڈی کے پودوں کا لگانا چاہئے۔ تب ماہ جولائی کے اخیر میں جبکہ سونڈیاں بہنڈی میں موجود ہیں۔ ہر ایک بہنڈی کا پودہ بغیر کسی لحاظ کے خواہ وہ سونڈیوں کے پہنسنے کیلئے یا سبزی ترکاری کیلئے بویا گیا ہے کاٹ کر جلا یا جاوے مذکورہ بالا طریقہ سے ملک امریکہ کو جہاں کہ کپاس بہ نسبت اور ملکوں کے بکثرت پیدا ہوتی ہے ان سونڈیوں کو ہلاک کرنے میں پوری پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لہذا امید کیجاتی ہے کہ تمام کاشتکاران و زمینداران ملک حتی الوسع کوشش کرینگے اس تدبیر پر عمل کرینگے اور اچہی طرح اس علاج کو آزما دیویں گے۔

(۴) بہنڈی البتہ ماہ جولائی کے اخیر تک بطور سبزی ترکاری کے استعمال ہو سکتی ہے مگر فصل کپاس کی خاطر یہ ضروری ہے کہ تمام بہنڈی کے پودوں کو کم از کم ماہ جولائی کے اخیر تک یعنے ماہ ساون کے درمیان تک اکہیڑ کر ان کا ملیامیٹ کر دینا چاہئے۔ ان کو کاٹ دینا ہی صرف کافی نہیں ہے بلکہ آگ سے جلا کر بالکل نیست و نابود کر دینے چاہئیں۔

(۵) مناسب ہوگا کہ اس سال بہت زیادہ رقبہ کپاس کا نہ بویا جاوے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے کپاس کی بجائے دیگر زیادہ نفع دینے والی فصلیں بوئی جاویں۔

بقیہ مضمون متعلق ٹورنمنٹ

ریورنڈ وڈ بے شک ایک مستعد اور محنتی آدمی ہیں مگر بعض موقع پر انہوں نے صریح طرفداری سے کام لیا ہے جس کے لئے میں اعلیٰ افسران کو توجہ دلاتا ہوں کہ آیندہ ایسے امور کا جنمیں کسی قسم کا تنازعہ یا شبہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو پہلے سے فیصلہ کر لینا چاہئے۔ اور انتظامی کمیٹی میں کم از کم ہر ٹاٹی سکول کا ہیڈ ماسٹر شریک ہونا چاہئے۔ اور جو کچہ بہی اس کمیٹی میں پاس ہو وہ کہیلوں کے مقابلہ کی معرکہ سے پہلے شائع کر دینا چاہئے۔ اس نقص کا نتیجہ امسال یہ ہوا کہ قادیان سکول گورداسپور ہائی سکول کے ساتہ کرکٹ میچ کر رہا تہا۔ اور عام طور پر یہ معلوم ہوا تہا کہ دو دفعہ انگ ہونگی مگر ریورنڈ وڈ نے اپنے قاعدہ کے موافق پہلی ہی انگ پر فیصلہ کیا۔ ہر چند انہیں کہا گیا کہ ہمیں پہلے سے علم نہ تہا اسلئے دوسرا موقع دینا چاہئے مگر انہوں نے تسلیم نہیں کیا یہانتک کہ مسٹر زاہد حسین صاحب ایسا [illegible] کو بہی اس فیصلہ کا علم نہ تہا کہ ایک ہی انگ میں فیصلہ کر دیا جاویگا۔

پہر فٹ بال کے مقابلہ میں یہ بے ضابطگی ہوئی کہ گو بٹالہ سے ایل او ای سکول برابر رہا۔ لیکن پہلے ہی روز ریفری نے یہ بتا دیا تہا کہ گیند زیادہ تر بٹالہ مشن سکول کے فیلڈ میں رہا۔ اور پہر نیلٹی کک قادیان سکول نے لگائی۔ ایسی صورت میں فٹ بال کے قواعد کے ماتحت فیصلہ کرنا چاہئے تہا کہ قادیان کی ٹیم کو جیتنے والی ٹیم قرار دیا جاتا مگر اس کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ پہر گیند پہینکنے کے مقابلہ میں ریورنڈ وڈ نے خود میرے سامنے کہا کہ تین دفعہ گیند پہینکنا ہوگا اور اس مقابلہ میں پہلے طالب علم قادیان سکول کا ملا تہا۔ مگر ریورنڈ وڈ نے پہر چوتہی مرتبہ گیند پہینکنے کا موقع دیا جو اُن کے سابقہ حکم کے صریح خلاف تہا۔

پہر رسہ کہینچنے کے وقت آخری کامیاب پارٹی قادیان سکول اور وہی بٹالہ کا مشن سکول تہا۔ جس مقام پر رسہ کہینچا جاتا تہا۔ اس کا ایک حصہ کسیقدر نشیبی تہا اور علاوہ بریں لڑکوں کے اس طرف کے جانے سے وہ ہیسنا ہو گیا تہا۔ خیال تہا اس امر کو معلوم کر کے ہر پارٹی اس نشیبی حصہ کو لینا چاہتی تہی اور جو پارٹی اس طرف ہوتی وہ

دوسری طرف والوں کو کھینچ لے جاتی۔
اس کھیل کا ریورنڈ وڈ نے ٹاس کا سلسلہ جاری کیا لیکن جب آخری فیصلہ کا وقت آیا اور تار یاں اور بنگال سکول کھینچنے لگے اس ریورنڈ وڈ نے فیصلہ کیا کہ جو دو دفعہ کھینچنے جائیگا وہ کامیاب سمجھا جاویگا۔ پہلی مرتبہ بعدہ ٹاس بنگال والوں کو وہ طرف ان کو ... اور وہ تاریاں والوں کو کھینچ لیگئے دوسری مرتبہ تاریاں والے بنگال والوں کو کھینچ لے گئے اب آخری چانس باقی تھا۔ [illegible]

[illegible] سنگھ صاحب [illegible] وہ بھی میرے [illegible]

[illegible] معمولی [illegible] نامناسب اور غیرموزون [illegible] اس طرح ہو سکتا ہے کہ آیندہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے سب امور کا فیصلہ قبل از وقت ہو کر اس کو شائع کر دیا جایا کرے۔ ورنہ اخلاقی طور پر اس کا [illegible] عمدہ خیالات سے جانے [illegible] متعلق بہت سے خیالات [illegible] میں پیدا کرتے ہیں۔

[illegible] ہوں گا اگر اس موقع پر بیپٹسٹ سکولوں کے طلباء کا ذکر نہ کروں۔ [illegible] لڑکے عیسائی ہیں [illegible] جانتے ہیں کہ قادیان میں ... ہو سوا العظیم الشان ... سلسلہ ان جھوٹی تعلیموں سے نجات دلانے آیا ہے جو عیسائیت کی ... دیکھا ... تاہم وہ ہمارے ساتھ بڑی خوش اخلاقی سے پیش آتے رہے میں دیکھتا تھا کہ ہمارے طلباء کے ساتھ وہ خصوصاً مہربانی سے پیش آتے۔ انکی کامیابی پر خوش ہوتے اور ان کے ساتھ اگر کوئی بے انصافی ہوتی تو انہیں رنج ہوتا۔ ان کے اس حسن اخلاق کی وجہ سے ہمارے طالب علم بھی خصوصیت کے ان کے ساتھ حسن اخلاق کے پیش آتے رہے اور ان کے شریک راحت رہے ... اخلاق میں دہلی کی ٹورنامنٹ کی مستحق ہو [illegible] دو چار اور باتیں جو اس مقام ... دیکھیں اسپر بہار کر لکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مشہور ... کے ... سکول کی طرف سے ایک رات میجک لینٹرن کا تماشہ دکھایا گیا اسمیں تمام طلباء کو جو شریک کھیل ہوئے تھے مدعو کیا تھا۔

یہ لیے بیسیوں سے ہمارے لڑکوں نے اولاً یہی سمجھا تھا کہ غالباً ٹورنامنٹ کارز کے متعلق تصاویر ہونگی۔ لیکن پہنچنے ... مشنری سیسائیت کی اشاعت کا کوئی پہلو ... نہیں دیتے لیکن یہ ایک مطلب ہے کہ وہ مسیحی مذہب کے متعلق تصاویر دکھائیں گے چنانچہ وہاں پہونچے تو یہی نقشہ تھا۔ دیہات کے آئے ہوئے طالب علم جنہوں نے میجک لینٹرن کا تماشا دیکھا کیا سنا بھی نہ ہوگا۔ ان تصاویر کو دیکھکر خوش ہوتے مگر جب مسیح کے صعود آسمان کی تصویریں آئیں اور سیڑھا اسکر لیٹی کے گرفتار کرانے کا موقع دکھایا گیا تو بعض کو تعجب ہوا کہ مسیحیت اگر یہ ہے جو اپنے آقا کو پکڑوا تا ہی وہ بیچارے فطرتی طور پر اس قوت غوری کو کی کو تسلیم کرتے تھے جو ... نظارہ میں پیش ہوئی۔ بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ... جسکی قوت قدسیہ کا یہ اثر تھا کہ تلواروں ... میں بھی آپ کی جماعت نے ... اور ... غداری کی ... ہی صعود کے وقت شاگردوں کی ... ہو رہی تھیں۔ تصویریں دکھایا گیا ... مسیح ایک ... کی طرح آسمان کی طرف اڑتا ہے اور شاگرد ... دیکھ رہے ہیں تعجب ہے کہ کیوں انہوں نے مسیح کا دامن نہ پکڑ لیا تاکہ وہ بھی ساتھ ہی آسمان پر اڑ جاتے اور سب سے تعجب انگیز امر اس ... وقت مسیح پکڑا گیا۔ اور یہودیوں نے ... تو اسوقت تو کوئی کرشمہ نہ دکھایا اور ... اڑتا ہی تھا تو یہ نظارہ سب کے سامنے ... تھا نہ کہ مخفی طور پر ... آسمان کو ... نہین پہاڑوں کے راستہ ... کشمیر کی طرف ... اور شاگردوں سے رخصت ہو آئے۔ اور ... کہانی کو کسی نے تسلیم کرانا تھا شاگردوں نے ... کیا تاکہ لڑکوں کے خیالات منتشر رہیں اور وہ ... نہ کریں۔ غرض یہ تماشا ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی لوگ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں پھر ایسے دجل کے مقابلہ کے لئے کس قدر ہمت اور سعی اور دعا کی حاجت ہے؟۔

دوسرے دن اسی سکول کے طالب علموں نے شکسپیر کا ایک مشہور ڈراما **کامڈی آف ایررز** **بھول بھلیاں** دکھایا۔ جو انہوں نے نہایت کامیابی سے کیا۔ مگر بعض نظارے پیش کرنے کے قابل تھے۔

ایک چھوٹا بچہ جو ہیڈ ماسٹر صاحب کا بھائی بنایا گیا تھا بڑی قابلیت کے ساتھ اپنے ایکٹ کو سمجھتا تھا۔ یہ بچہ بہت ہی چھوٹا تھا جس سے اسکی ذہانت اور زیرکی کا اندازہ ہو سکتا تھا کیا اچھا ہو اگر ہیڈ ماسٹر صاحب اسے کسی عمدہ شغل میں لگاتے۔ اور اس طرف اسکی توجہ نہ ہونے دیتے۔ اس ڈرامے کا اثر کیا ہوا؟ بیچارے دیہاتی طالب علم گانے پھرتے تھے۔ بھولوں بھولیوں کے ہار ... پیسے کے چار

اور اسی طرح سے مشکل تھے یہ نظارہ میں نے اسی بورڈ سکول میں دیکھا جہاں ہم اترے ہوئے تھے۔ اس طریق سے طلباء کو دراصل سکول میں آنے کے لئے متوجہ کیا جاتا ہے۔ اگر یہ طریق مفید نہیں **اثمھما اکبر من نفعھما** اس کا ضرر اسکے فائدہ سے بڑھ کر رہے۔

بٹالہ کی میونسپلٹی کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے بٹالہ کے بورڈ سکول کا محل وقوع نہایت ہی بری جگہ ہے اسکے ساتھ ہی بدوضع عورتوں کے رنڈیوں کا اڈا ہے اور ساتھ ہی پولیس لائن ہے سکول کو ایسی جگہ سے اٹھا دینا چاہئے ... اور پولیس لائن کو اٹھانا چاہئے۔ [illegible] کے لئے ضرر کا کچھ ... نہیں ... کے سپاہی ... دیتے ہیں اور آزادی ... [illegible]

... جگہ ... سکول کو ... سکول ... ہوگا اگر اس ... دوسری ... جگہ ... [illegible]

طبیب حاذق

یہ رسالہ ... مہینہ میں ایک بار شائع ہوتا ہے اسکے دو حصے ہوتے ہیں ... مشہور و معروف **شاہی طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب** بھیروی کا بیاض ہوتا ہے جس میں مولوی صاحب موصوف نے تمام امراض کو مسلسل لکھا ہے اور اس میں ہر ایک مرض کی **علامات اسباب** پر مفصل بحث کر کے تشخیص کی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ پھر ہر مرض کے مختلف مجرب علاج۔ ڈاکٹری۔ یونانی۔ ویدک۔ وغیرہ نہایت بسط سے بیان کئے ہیں۔ اور یہ سطر ہر ایک شخص ... بلا مدد استاد علم طب سے واقف ہو جاتا ہے دوسرے حصہ میں عام طبی مضامین ہوتے ہیں۔ اس رسالہ کی عمدگی اور خوبی کے لئے یہی کہدینا کافی ہے کہ وہ مولوی **حکیم نورالدین صاحب** بھیروی کی طبی تحقیقاتوں اور مجربات کو شائع کرتا ہے اور اس طرح ... بیش قیمت نسخے اسکے ذریعہ شائع ہو رہے ہیں ... جلد ... ہے۔

... لیکر ... ہیں قیمت سالانہ عہ ... پرچہ شائع ہو چکے ہیں درخواست کرو بنام **منیجر طبیب حاذق قادیان** ضلع گورداسپور۔

شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیری کے مجربات

شفاخانہ ... میں وہی نسخہ جات دیا کئے جاتے ہیں جو شاہی حکیم مولوی نورالدین صاحب سابق طبیب ریاست جموں و کشمیر کے سالہا سال کے تجربہ میں آ چکے ہیں مریض کی صحت اور شفا کی گارنٹی کا دعویٰ بیجا ہی اور جرأت ہے شفا دینا محض اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہاں ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جن ... کا جو علاج مولوی صاحب موصوف ... مجرب ... ہم ... عمل کرتے ہیں اور نہایت ... سے اجزا نسخہ کو ترکیب دیتے ہیں ... [illegible]

> **حکیم مولوی نورالدین صاحب کی رائے**
> [illegible]
> ... نورالدین

... امراض کے مفصل حالات ... نورالدین صاحب کے مشورہ کے بعد نسخہ تیار ہو گا ... مرض ... بتلا ... تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

سر دست حسب ذیل ادویات موجود ہیں

سرمہ زنگاری۔ آنکھوں کی بہت سی امراض کیلئے مفید خصوصاً جالا۔ دھند۔ ... وغیرہ قیمت فی تولہ عہ۔ سرمہ نور العین۔ آنکھوں کی اکثر امراض کے لئے مجرب ... قیمت فی تولہ ... **آتشک کی گولیاں** قیمت فی ڈبیا عہ۔ **آتشک کی ٹکیاں**۔ فی ... سفوف جرمان ... ہو یا مرد کو ... استعمال سے ... ہوگا قیمت فی تولہ عصہ۔ سفوف سوزاک قیمت ... حب ... گولیاں امراض ... (بادگولا) میں ... قیمت فی ڈبیا ... **حب الحال**۔ قیمت فی ڈبیا عہ۔ کھانسی کی گولیاں قیمت فی ڈبیا عصہ۔ حب ضیق النفس فی ڈبیا ... **مرض اٹھرا کی مجرب دوائی**۔ یہ دوا حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی کثرت سے تجربہ میں آئی ہے ... [illegible]